بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

آئینۂ انجمن

جمادی الاول، 1446ھ، نومبر 2024ء

شمارہ نمبر: 69

021 - 34993436 - 7

www.quranacademy.edu.pk

مرکزی دفتر انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ 375 - B علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی

آئینۂ انجمن

اس شمارے میں

نمبرشمار	عنوان	صاحب تحریر	صفحہ نمبر
01	فرمان باری تعالی وفرمان نبوی ﷺ	- - - -	02
02	اصل امتحان تو ہمارا ہے	ڈاکٹر انوار علی ابرار	03
03	حمد باری تعالی و نعت رسول پاک ﷺ	مظفر وارثی / علامہ اقبال	05
04	ملفوظات صدر مؤسس انجمن خدام القرآن	ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ	06
05	اقتباس نگران انجمن خدّام القرآن	شجاع الدین شیخ	07
06	قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل	عاطف محمود	08
07	آداب سفر احادیث نبوی کی روشنی میں	احمد علی	10
08	مسلم معاشرے میں عورت کا کردار	حافظ اسد	13
09	قرآن مجید وحی الٰہی سے کتابی صورت تک (دوسری قسط)	حافظ حزیفہ محمود	16
10	شانِ یارِ غارِ ثور	حافظ عبد الرافع	20
11	روداد۔ خطبات سیرت سیریز	سید مطیع الرحمن	24
12	شب گریزاں ہوگی آخر	شیخ سعد رحمن	27
13	انجمن خدّام القرآن ایک تعارف	مفتی امان اللہ	28
14	انجمن خدّام القرآن کے تحت جاری سرگرمیاں	ماہانہ رپورٹ	30

فرمان الٰہی جل جلالہ
و
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ (آل عمران: 83)

ترجمہ : "کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرتے ہیں، حالانکہ اسی اللہ کے لیے فرمانبرداری کرتے ہیں وہ جو آسمانوں میں ہیں۔ اور جو زمین میں ہیں خوشی اور ناخوشی سے۔ اور اسی کی طرف سب لوٹائے جائیں گے۔"

تشریح : یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی تو قابل فہم ہے، وہ تو دوسرا دین ہی تلاش کریں گے۔ مگر بد قسمتی یہ ہے کہ آج کا مسلمان بھی اپنے دین پر اعتماد نہیں کرتا۔ آج کے مسلمان بھی یہی سمجھتے ہیں کہ جب تک غیر اقوام کی شاگردی اختیار نہیں کریں گے، ترقی نصیب نہیں ہوگی۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جب مسلمان اپنے دین پر یقین کرتے تھے، عروج کی بلندیوں پر تھے۔ کوئی قوم ان کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔ مگر اب خود مسلمان انگریزوں سے مرعوب ہیں۔ ان کی تہذیب اختیار کر رہے ہیں۔ انہی کے لہو و لعب میں مشغول ہیں اور اسی میں اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پیروان اسلام کے سوا کسی کو فلاح نصیب نہیں ہو سکتی۔ آخرت میں تو سخت نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گے۔

(تفسیر معالم العرفان۔۔۔ عبد الحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ. (صحيح البخاری، رقم الحديث: 2449)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا کسی مسلمان (اس کے بھائی کا حق ہو مثلاً) عزت یا اسی طرح کی کوئی اور چیز تو ضروری ہے کہ آج ہی اس سے معافی طلب کر لے اس سے پہلے کہ نہ اس کے پاس دینار رہیں گے نہ درہم، اگر اس کے نیک اعمال ہوں گے تو اس کے ظلم کے مطابق اس سے نیکیاں لی جائیں گی۔ اور اگر ظالم کی نیکیاں نہیں ہیں تو مظلوم کی برائیوں کو ظالم کے حساب میں لکھ دیا جائے گا۔

تشریح : مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے کسی پر کوئی ظلم یا زیادتی وغیرہ کی ہو تو واجب ہے کہ وہ اس ظلم کو حق دار سے ضرور معاف کروائے خواہ اس معافی کے عوض روپیہ، پیسہ دے کر ہی کیوں نہ ہو، ورنہ عدم معافی کی صورت میں اس کی نیکیاں لے لے گا یا اس کے اپنے گناہوں کا بوجھ اس پر ڈال دیا جائے گا۔

(روضۃ الصالحین۔۔۔ محمد حسین صدیقی)

اصل امتحان توہمارا ہے

ڈاکٹر انوار علی ابرار

مدیر تعلیم انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

پورا ایک سال گزر گیا، نہتے مردوں عورتوں اور معصوم بچوں پر گرتے ہوئے بم ان کی جسموں کے پرخچے اڑاتے رہے۔ گھروں ہسپتالوں اور مسجدوں کی عمارتوں کے ملبے تلے دبے افراد کرب سے کراہتے رہے۔ اپنے ہی اعضا کو جسم سے علیحدہ ہوتے ہوئے دیکھنا، اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں سے زمین کے سپرد کرنا اور جو زندہ بچ بھی جائیں ان کو بھوک اور پیاس کے عالم میں روتے ہوئے پانا، کیسا امتحان ہوتا ہوگا؟ یہ تو غزہ کے بہادر مسلمان ہی جانتے ہوں گے البتہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ وہ اپنی منزل پا رہے ہیں اور شہادت کے راستے پر چلتے چلتے بالآخر اس اعلیٰ ترین مقصدِ حیات کے حصول کے ساتھ سرخرو ہو رہے ہیں؛

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

وہ اللہ جو 70 ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والا ہے ان کے احوال سے واقف بھی ہے اور ان کے ساتھ بھی ہے۔ اس دنیا کی تکلیف تو کل آخرت میں ان کے سر کا تاج بن کر چمکے گی، زندگی کتنی ہی اچھی اور آرام دہ کیوں نہ ہو اس نے ختم ہی ہونا ہے، خوش نصیب ہیں وہ جو اپنی اس عارضی زندگی کو ختم ہونے سے پہلے پہلے اللہ کے دین کے نام کر گئے۔

اصل امتحان تو ہمارا ہے!

اللہ تو پہلے سے جانتا ہے البتہ اتمامِ حجت کے لیے ہمیں ہمارے اعمال دکھا رہا ہے؛

وَ لَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ (العنکبوت: 11)

ترجمہ: "اور ضرور اللہ ظاہر کردے گا ایمان والوں کو اور ضرور ظاہر کردے گا منافقوں کو۔"

اس صورت حال میں امت مسلمہ بالخصوص حکام و اہلیان پاکستان پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ بہت اہم ہے۔ اس ملک کو کلمہ کے نام پر حاصل کرنے والوں نے اللہ سے (معاذاللہ) دغا کی ہے۔ آج اگر پاکستان میں مکمل اسلام نافذ ہوتا تو ایک تو کیا اس جیسے ہزاروں اسرائیل کی ہمت ہوتی کہ کسی مسلمان یا فلسطینی پر کوئی ظلم کر پائے؟ ضرورت اسی امر کی ہے کہ اپنی زندگیوں کو اس اہم ترین جدوجہد میں لگایا اور کھپایا جائے کہ اللہ کے نام پر بنے اس ملک میں اللہ کا نظام نافذ ہو۔ محض مساجد میں اللہ اکبر کی صدا لگا دینے سے یہ حق ادا نہیں ہوتا، معاشرت، معیشت اور سیاست کے سارے اصول جب تک قرآن و سنت کے مطابق نہیں ہوں گے ہم بالعموم منافقت کی حالت میں رہیں گے اور اسلام دشمن اور مسلمان دشمن قوتیں ایک ایک کر کے تمام عالم اسلام کو اپنا غلام بنا کر نظام طاغوت کو نافذ کیے رکھیں گے۔ اللہ ہمیں اس بات کی سمجھ اور عملی اقدام کرنے کی

توفیق عطا فرمائے۔

الحمدللہ انجمن خدّام القرآن سندھ کا اڑتیسواں سالانہ اجلاس عامہ رواں ماہ کے آغاز میں شہر کراچی میں منعقد ہو رہا ہے۔ موسس انجمن خدّام القرآن داعیِ قرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا اٹھایا ہوا یہ قدم علوم قرآنی کی نشر و اشاعت کی منازل طے کرتے ہوئے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے عظیم مقصد کی جانب بڑھتا ہوا کارواں بن چکا ہے۔ ہزاروں حضرات و خواتین قرآن حکیم کے نور سے منور ہو کر اپنی اپنی بساط کے مطابق اس روشنی کو چہار اطراف پھیلا رہے ہیں۔ آئیں اس کارواں کے قدم سے قدم ملائیں تاکہ اس روشنی کو دنیا کے سامنے رکھنے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

حمدِ باری تعالیٰ جلّ جلالہٗ
و
نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زمیں کے لوگ ہوں یا اہلِ عالمِ بالا
ہر اِک زباں پہ ہے سبحان ربّی الاعلیٰ

ترے قلم کی گواہی، مرقعِ عالم
فضائیں آئنہ میں، دل ہو دیکھنے والا

دیے حسین خدو خال تُو نے مٹّی کو
ترے جمال کے سانچوں نے آدمی ڈھالا

تھمائی مہر کو لیل و نہار کی ڈوری
صبا کو سونپ دی آرائشِ گُل و لالہ

زمینِ تیرہ کے مُنہ سے لگا دیا تُو نے
مہ و نجوم بھرا آسمان کا پیالا

پڑھے قصیدۂ وحدت، ہجومِ کون و مکاں
تو سب کا رب ہے کسی نے تجھے نہیں پالا

مظفر وارثی

نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لَوح بھی تُو، قلم بھی تُو، تیرا وجود الکتاب
گُنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جُنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب

تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے

علامہ محمد اقبال

ملفوظاتِ صدرِ مؤسس انجمن خدام القرآن، کراچی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

احیائی تحریکات اور دین کی تعلیمات

اس دور میں جو احیائی تحریکیں پے در پے ناکامیوں سے دوچار ہو رہی ہیں، میرے نزدیک اس کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ ایمان کی وہ منزل یا ایمان کا وہ درجہ جس میں ایمان یقین کو پہنچ جائے، وہ ایک burning faith اور ایک living faith کی شکل اختیار کر لے اور اس کی حرارت انسان کو اپنے باطن میں محسوس ہو، یہ کیفیت نہیں ہے۔ بلکہ کچھ قیل و قال، کچھ فلسفیانہ و متکلمانہ گفتگو اور کچھ دلیل و استدلال سے کوئی بات ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں کچھ آگے چلتے بھی ہیں تو تھوڑی دیر میں ہمت جواب دے جاتی ہے۔ وہ استقامت جو محبتِ خداوندی سے پیدا ہوتی ہے، غیر موجود ہے۔ اگر پاؤں وہاں جمے ہوئے نہیں ہیں تو استقامت ممکن نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ (حٰم السجدۃ: 30)

”بلاشبہ جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے‘ پھر اس پر جم گئے ایسے لوگوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اس بشارت کے ساتھ) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمگین ہو اور جنت کی بشارت پاؤ جس کا کہ تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔“

اگر یہ استقامت نہ ہوگی تو دائیں بائیں سے کسی راہِ یسیر (short cut) کی تلاش ہوگی اور فوری نتیجہ برآمد کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

(اسلام کا اخلاقی اور روحانی نظام)

اقتباسِ نگرانِ انجمن خُدّامُ القُرآن کراچی

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

اسلام میں سوشل ویلفیئر کا نظام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ "بے شک مال میں زکوۃ کے علاوہ بھی حصہ مقرر ہے۔" ہمارے مال میں زکوۃ کے علاوہ بھی اللہ نے دوسروں کا حق رکھا ہے۔ اگر ادا کر رہا ہوں تو کوئی احسان نہیں کر رہا بلکہ اپنا فرض ادا کر رہا ہوں۔ حدیث میں آتا ہے کہ رشتہ داروں کو دینے کا دہرا ثواب ہے۔ ایک دینے کا ثواب اور ایک رشتہ داری کا حق ادا کرنے کا ثواب۔

آج مغرب میں سوشل ویلفیئر کا غلغلہ ہے مگر اس کے باوجود والدین اولڈ ہاؤسز میں رُل رہے ہیں، اولادیں باغی اور سرکش ہیں، گھر برباد ہو گئے، خاندان کا تصور ہی ختم ہو گیا۔ جب خاندان ختم تو معاشرہ بھی برباد۔ لہٰذا مغرب ہمیں کیا سوشل ویلفیئر کا تصور دے گا۔ جبکہ اسلام ہمیں سب سے پہلے گھر میں ایک سوشل ویلفیئر کا نظام دیتا ہے کہ باپ پر اولاد کی کفالت، شوہر پر بیوی کی کفالت، یہاں سے شروع کریں اور پھر دین بتاتا ہے کہ تمہارے قرب و جوار میں پڑوسی رشتہ داروں میں حق دار ہیں، مستحقین ہیں، زکوۃ پہلے ان کو دو۔ صلہ رحمی کا حق بھی ادا ہو گا اور دینے کا فریضہ بھی ادا ہو جائے گا۔

آج ہم اپنے معاشرے میں مصائب دیکھ رہے ہیں، یہ مصائب ہمارے اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ہیں۔ اگر اللہ کافروں کو رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وجہ سے نواز رہا ہے تو کیا قطع تعلق کرنے والوں کو نوازے گا؟ یہ زلزلے، طوفان، سیلاب، بم دھماکے، حادثات ہمیں جھنجوڑنے کے لیے بھی آتے ہیں۔

(خطابِ جمعہ، مسجد جامع القرآن، لاہور، فروری 2023ء)

قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کی صرفی و نحوی تحلیل

سورۃ الملک

عاطف محمود

ناظم تعلیم واستاذ، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

سورۃ الملک (آیت 9اور 10)

قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ⑨

ترجمہ: وہ کہیں گے کہ ہاں بیشک ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تھا، مگر ہم نے (اسے) جھٹلا دیا، اور کہا کہ: اللہ نے کچھ نازل نہیں کیا، تمہاری حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم بڑی بھاری گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

لغوی وصرفی تحقیق:

قَالُوْا	ق و ل (ن)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع مذکر غائب	اُنہوں نے کہا
جَآءَ	ج ی ء (ض)	فعل ماضی معروف	صیغہ واحد مذکر غائب	وہ آیا
كَذَّبْنَا	ک ذ ب (تفعیل)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع متکلم	ہم نے جھٹلایا
قُلْنَا	ق و ل (ن)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع متکلم	ہم نے کہا
نَزَّلَ	ن ز ل (تفعیل)	فعل ماضی معروف	صیغہ واحد مذکر غائب	اُس نے نازل کیا
ضَلٰلٍ	ض ل ل (ض)	اسم	صیغہ واحد مذکر	گمراہی
كَبِيْرٍ	ک ب ر (ک)	اسم المبالغۃ	صیغہ واحد مذکر	بڑا

نحوی ترکیب:

قَالُوْا	بَلٰى	قَدْ	جَآءَنَا	نَذِيْرٌ
فعل ماضی + فاعل (ھم)	حرف جواب	حرف تحقیق	فعل ماضی + مفعول	فاعل
	جملہ فعلیہ خبریہ (مفعول ہے قالوا کا)			

فَ	كَذَّبْنَا	وَ	قُلْنَا	مَا	نَزَّلَ	اللّٰهُ	مِنْ شَيْءٍ
حرف عطف	فعل ماضی + فاعل (نحن)	حرف عطف					جار + مجرور
				حرف نفی	فعل ماضی	فاعل	مفعول
			فعل ماضی + فاعل (نحن)	جملہ فعلیہ خبریہ (مفعول قلنا کا)			
	جملہ فعلیہ خبریہ		جملہ فعلیہ خبریہ				
	معطوف اول		معطوف ثانی				

اِنْ	اَنْتُمْ	اِلَّا	فِيْ	ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ
حرف نفی	مبتدا	حرف استثناء لغو	حرف جار	موصوف+صفت
جملہ اسمیہ خبریہ (مفعول ہے محذوف فعل قلنا کا)				
قلنا اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر (معطوف ثالث)				

آیت نمبر 10 :

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑩

ترجمہ : اور وہ کہیں گے کہ : اگر ہم سن لیا کرتے اور سمجھ سے کام لیا کرتے تو (آج) دوزخ والوں میں شامل نہ ہوتے۔

لغوی وصرفی تحقیق :

كُنَّا	ک و ن (ن)	فعل ماضی معروف	صیغہ جمع متکلم	ہم تھے
نَسْمَعُ	س م ع (س)	فعل مضارع معروف	صیغہ جمع متکلم	ہم سنتے ہیں
نَعْقِلُ	ع ق ل (ض)	فعل مضارع معروف	صیغہ جمع متکلم	ہم عقل کرتے
اَصْحٰبِ	ص ح ب (س)	اسم	صیغہ جمع مذکر	ساتھی، ہمراہی، مالک، حاکم
السَّعِيْرِ	س ع ر (س)	اسم المبالغہ	صیغہ واحد مذکر	آگ، آگ کا شعلہ

نحوی ترکیب :

وَ	قَالُوْا	لَوْ	كُنَّا	نَسْمَعُ	اَوْ	نَعْقِلُ
حرف عطف	فعل ماضی+فاعل (ہم)	حرف شرط		فعل مضارع+فاعل (نحن)	حرف عطف	فعل مضارع+فاعل (نحن)
				جملہ فعلیہ (معطوف علیہ)		جملہ فعلیہ (معطوف)
			فعل ماضی ناقص+اسم (نحن)	خبر کنا		
			جملہ فعلیہ خبریہ (شرط)			

مَا	كُنَّا	فِيْٓ	اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ
حرف نفی			مضاف+مضاف الیہ
		حرف جار	مجرور
	فعل ماضی ناقص+اسم (نحن)	خبر کنا	
جملہ فعلیہ خبریہ (جواب شرط)			
شرط+جواب شرط (مفعول ہے قالوا فعل کا)			

(جاری ہے۔۔۔)

آداب سفر احادیث نبوی کی روشنی میں

احمد علی

استاذ و معتمد، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

زندگی میں ہر شخص کو کسی نہ کسی ضرورت کے تحت سفر کرنا پڑتا ہے۔ سفر کے دوران انسان کو جہاں بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا ہے، وہیں مختلف اُتار، چڑھاؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

1. حدیثِ نبوی ﷺ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انسان کو بلاضرورت سفر سے گریز کرنا چاہیے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، آدمی کو کھانے پینے اور سونے (ہر ایک چیز) سے روک دیتا ہے، اس لیے جب کوئی اپنی ضرورت پوری کر چکے تو فوراً گھر واپس آجائے۔ (صحیح البخاری)

2. عام طور پر انسان جب دنیاوی امور کی انجام دہی کے لیے سفر کرتا ہے تو عبادات میں کوتاہی کا معاملہ رہتا ہے، لیکن نبی کریم ﷺ نے مسافر کو یہ بشارت سنائی ہے کہ اس کو اقامت کے دوران کی جانے والی عبادات کا ثواب سفر میں بھی ملتا رہتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے، تو اس کے لیے ان تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے، جنھیں اقامت یا صحت کے وقت یہ کیا کرتا تھا۔ (صحیح البخاری)

3. سفر میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں پر عبادات کی تخفیف کی ہے، چنانچہ سفر میں نماز کو قصر ادا کرنا سنت نبوی ہے، اسی طرح مسافر کے لیے دوران سفر روزے رکھنا بھی ضروری نہیں ہے۔

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی میں سفر میں روزہ رکھوں؟ وہ روزے بکثرت رکھا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر جی چاہے تو روزہ رکھ اور جی چاہے افطار کر۔ (صحیح البخاری)

4. انسان کو حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے کہ سفر میں اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی ساتھی موجود ہو اور اس کو اکیلے سفر کرنے سے ممکن حد تک گریز کرنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جتنا میں جانتا ہوں، اگر لوگوں کو بھی اکیلے سفر (کی برائیوں) کے متعلق اتنا علم ہوتا تو کوئی سوار رات میں اکیلا سفر نہ کرتا۔ (صحیح البخاری)

5. مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی کئی مرتبہ رشتہ داروں سے ملاقات، علاج و معالجہ یا کسی ضروری کام سے سفر پر نکلنا پڑتا ہے۔ احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواتین کو مردوں سے بھی کہیں بڑھ کر اکیلے سفر کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ یہ بات فتنے کا باعث بن سکتی ہے اور ان کی عزت اور ناموس کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے اور کوئی شخص کسی عورت کے پاس اس وقت تک نہ جائے، جب تک وہاں ذی محرم موجود نہ ہو۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں فلاں لشکر میں جہاد کے لیے نکلنا چاہتا ہوں، لیکن میری بیوی کا ارادہ حج کا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جا۔ (صحیح البخاری)

6. سفر کی صعوبتوں اور تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا یقیناً مردانگی ہے۔ نبی کریم ﷺ سفر کی صعوبتوں کو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا کرتے تھے اور سفر کے دوران آپ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سفر میں) پیلو کے پھل توڑنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو سیاہ ہوں انہیں توڑو، کیونکہ وہ زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیا آپ نے کبھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا، جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (صحیح البخاری)

7. ویسے تو کسی بھی دن سفر کیا جا سکتا ہے، لیکن جمعرات کے دن کو ترجیح دینی چاہیے۔ اس لیے کہ اس دن سفر کرنا نبی کریم ﷺ کو پسند تھا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے لیے جمعرات کے دن نکلے تھے۔ آپ ﷺ جمعرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔ (صحیح البخاری)

8. سفر کے دوران اگر انسان کسی مشکل کا شکار ہو جائے اور اس سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی ہو تو ایسی صورت میں انسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں آکر خلوص سے دعا مانگنی چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مسافر بندوں کی دعاؤں کو قبول و منظور فرماتے ہیں۔

صحیح بخاری میں غار کے پتھر کی حدیث مذکور ہے کہ پہلی امت کے تین آدمی کہیں سفر میں جا رہے تھے۔ رات ہونے پر رات گزارنے کے لیے انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی اور اس میں داخل ہو گئے۔ اتنے میں پہاڑ سے ایک چٹان لڑھکی اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ سب نے کہا کہ اب اس غار سے تمہیں کوئی چیز نکالنے والی نہیں، سوائے اس کے کہ تم سب، اپنے سب سے زیادہ اچھے عمل کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ جب تینوں مسافروں نے خلوص سے اللہ سے دعا مانگی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے چٹان کو ہٹا دیا اور وہ سب باہر نکل کر چلے گئے۔

9. سفر میں اپنے وسائل کا درست استعمال کرنا اور اضافی اشیائے خورونوش کو ضرورت مند لوگوں کو فراہم کرنا باعث برکت اور ثواب ہے اور اس میں بخیلی کا مظاہرہ کرنا کسی بھی طور پر جائز اور درست نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا، نہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا، بلکہ انہیں سخت دردناک عذاب ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ شخص جو سفر میں ضرورت سے زیادہ پانی لے جا رہا ہے اور کسی مسافر کو (جسے پانی کی ضرورت ہو) نہ دے۔ (صحیح البخاری)

10. انسان تو انسان رہے سفر میں انسان کو حیوانات کے بھی کام آنا چاہیے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک شخص راستے میں سفر کر رہا تھا کہ اسے پیاس لگی، پھر اسے راستے میں ایک کنواں ملا اور وہ اس کے اندر اتر گیا اور پانی پیا۔ جب باہر آیا تو اس کی نظر ایک کتے پر پڑی جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی سختی سے کیچڑ چاٹ رہا تھا۔ اس

شخص نے سوچا کہ اس وقت یہ کتا بھی پیاس کی اتنی ہی شدت میں مبتلا ہے، جس میں میں تھا، چنانچہ وہ پھر کنویں میں اترا اور اپنے جوتے میں پانی بھر کر اس نے کتے کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا یہ عمل مقبول ہوا۔ اور اس کی مغفرت کر دی گئی۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ، کیا جانوروں کے سلسلہ میں بھی ہمیں اجر ملتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! ہر جاندار مخلوق کے سلسلے میں اجر ملتا ہے۔ (صحیح البخاری)

11. سفر کو مکمل کر کے ہر انسان اپنے گھر پہنچنے کے لیے بے تاب ہوتا ہے اور اپنے گھر پہنچنے کا احساس انسان کو نئی ہمت اور نئی توانائی فراہم کر دیتا ہے۔ خود نبی کریم ﷺ بھی سفر سے واپسی پر مدینہ طیبہ کو دیکھ کر اس سے محبت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کبھی سفر سے واپس آتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی سواری تیز فرما دیتے اور اگر کسی جانور کی پشت پر ہوتے تو مدینہ کی محبت میں اسے ایڑ لگاتے۔ (صحیح البخاری)

12. گھر سے فطری محبت کے تحت ہر انسان اپنے گھر جلد از جلد پہنچنا چاہتا ہے، لیکن سنت نبوی ﷺ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر انسان اس موقع پر اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے اگر نوافل کو ادا کر لے تو یہ بات اس کے لیے بہت بہتر ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب دن چڑھے سفر سے واپس ہوتے تو بیٹھنے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز پڑھتے تھے۔ (صحیح البخاری)

13. سفر سے واپسی کے حوالے سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ انسان کو رات کے اندھیرے میں اپنے گھر اترنے کی بجائے دن کے وقت یا شام سے قبل اپنے گھر پہنچنا چاہیے۔ اس لیے کہ رات کے وقت واپس پہنچنے کی صورت میں گھر والے بے آرام ہوتے ہیں اور مسافر کو صحیح طور پر خوش آمدید بھی نہیں کہہ پاتے، جس کی وجہ سے انسان پر کئی مرتبہ غم یا جھنجلاہٹ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (سفر سے) گھر رات کے وقت اترنے سے منع فرمایا۔ (صحیح البخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ (سفر سے) رات کو گھر نہیں پہنچتے تھے یا صبح کے وقت پہنچ جاتے یا دوپہر کے بعد (زوال سے لے کر غروب آفتاب تک کسی بھی وقت تشریف لاتے)۔ (صحیح البخاری)

اگر سفر پر جانے سے قبل اور واپسی پر آتے ہوئے کتاب و سنت کی تعلیمات پر عمل کر لیا جائے تو یقیناً انسان کا سفر ہر اعتبار سے اس کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو سمیٹنے کا سبب بن سکتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں سفر کے دوران نبی کریم ﷺ کی سیرت و تعلیمات کو مد نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مسلم معاشرے میں عورت کا کردار

حافظ محمد اسد

استاذ قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے، طوفان اقصیٰ کی "برقی لہریں" اور پھر "شہدائے حماس کے زخموں سے چور جسم" اس طرح کا ہر ظلم مسلمانوں کو بیدار کر رہا ہے۔ ایک سروے کے مطابق الحمدللہ اس سال پندرہ لاکھ سے زائد غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا ہے، قرآن مجید کے حفاظ کی تعداد کروڑوں تک جا پہنچی ہے، ہر سال ایک لاکھ کے قریب علماء کرام فاضل ہو رہے ہیں جن میں خواتین کی تعداد زیادہ ہے، مسلمان خواتین میں دین اور دینی علم تیزی سے رواج پا رہا ہے۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ۔ (التوبہ: 71)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

اس آیت کا مصداق ہو کر جب خواتین مردوں کی (دین کے معاملے میں) معاون و مددگار بن جائیں تو زمین پر دین مضبوط ہو جاتا ہے اور اسلام کے نفاذ کی جدوجہد آسان ہو جاتی ہے۔ ایک دور تھا جب مسلمان خواتین میں بڑی بڑی عالمات ہوا کرتی تھیں اُس وقت زمین کا رنگ کچھ اور تھا کیونکہ "عورت" اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طاقتور مخلوق ہے یہ اپنی بات منوانے اور ماحول کا رنگ بدلنے میں "ید طولیٰ" رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نہ صرف عورتوں کی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام فرمایا بلکہ جہاں سے علم کا فیض جاری ہونا تھا یعنی جناب نبی کریم ﷺ کے مبارک حجرات وہاں "اُمہات المومنین" گیارہ کی تعداد میں موجود رہیں اور علم کے نور کو پھیلا گئیں جو قیامت تک کے آنے والی ہر مسلمان عورت کے لیے "مشعل راہ" اور "اسوۂ حسنہ" کی بہترین روشنی ہے۔

عورت چونکہ معاشرہ میں ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور اس سے خاندان وجود میں آتا ہے اس لیے عورت کا ہمارے معاشرے میں کردار مضبوط تر ہے بلکہ وہ اتنی طاقتور ہے کہ اگر سنت کے ساتھ کھڑی ہو جائے تو اس کی خوشبو چہار طرف پھیل جاتی ہے لیکن اگر خدانخواستہ وہ رسومات یا بدعات کے ساتھ کھڑی ہو جائے تو وہ غلط رسم جڑ پکڑ لیتی ہے۔ آج مسلمان خواتین ماضی قریب کی نسبت دین پر زیادہ عمل پیرا ہیں، حجاب کی تحریکیں ہوں یا اسلامی غیرت کے معاملات، اب الحمدللہ مسلمان خواتین کا کردار بہت نمایاں ہے۔ اہل علم حضرات کہتے ہیں کہ اگر ایک مرد بدل جائے اور اپنی سمت دینی طرز پر استوار کر لے تو خاندان پر اتنے مفید اثرات مرتب نہیں ہوتے جتنے ایک عورت کے بدلنے سے ہوا کرتے ہیں، کیونکہ مستقبل کے معمار "بچے اور بچیاں" ان کی مسلسل نگرانی اور پرورش میں ہوتے ہیں اور آگے جا کر اُن ہی سے ایک خاندان وجود میں آنا ہوتا ہے لہٰذا پورے گھرانے کی اصلاح ہوتی ہے، مرد حضرات کو چاہیے کہ عورتوں کی دینی تربیت کی طرف خاص توجہ مرکوز رکھیں اور محض گھریلو کام کاج کرنے ہی میں اُن کی عمر کے قیمتی لمحات ضائع ہونے سے بچائیں۔

عورتوں کی دینی تربیت :

اصلاً تو یہ ذمہ داری ہر گھر کے مردوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ عورتوں کو دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ضروری دینی تعلیم سے بھی آراستہ کریں، ہمارے اسلاف کا یہی طرز رہا ہے لیکن فی زمانہ (معاشی صورت حال کے پیش نظر) مردوں کی مصروفیات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور یہ ممکن نظر نہیں آتا کہ وہ عورتوں کی دینی تربیت کے لیے وقت نکال سکیں، لہذا ان کی تربیت کے لیے کسی دینی درس گاہ جہاں (پردے کے ماحول میں) ضروری دینی علوم سکھانے کا خاص اہتمام ہو اور "دینی اصلاحی مجالس" کا بھی موقع بہ موقع اہتمام رہتا ہو وہاں بھیجنے کی ترتیب بنائی جائے، یاد رکھیں اگر اس مسئلے میں لاپرواہی برتی گئی تو پھر نتائج کے ذمہ دار ہم خود ہی ہوں گے اور پھر یہ شکایت (جو آج کل ہر خاص وعام کی زبان پر ہوتی ہے) کے بچے نافرمان ہو گئے ہیں یا بیوی سے بات بات پر جھگڑا ہوتا ہے، ایسے ہی مسائل پیدا ہوں گے جس کا کوئی حل نہیں ہوگا۔

عورت کا مقام ومرتبہ :

ہمارے معاشرے میں دو طرح کے رویّے پائے جاتے ہیں ایک یہ کہ عورت کو اتنا حاوی کر لیا جاتا ہے کہ ہر فیصلہ اسی کی مرضی ومنشا پر موقوف ہو جاتا ہے اور مرد اُس کے رعب کی وجہ سے کچھ نہیں کہہ پاتا یہاں تک کے بعض مرتبہ شریعت کے احکامات بھی پامال ہو رہے ہوتے ہیں، ایسے ماحول میں دین پر عمل کرنا محال نظر آتا ہے۔ دوسرا رویّہ اس کے بالکل برعکس ہے کہ عورت کو حقیر ترین مخلوق گردان کر اس سے ہر طرح کا برا سلوک روا رکھا جاتا ہے گویا کہ وہ انسان ہی نہیں بلکہ (العیاذ باللہ) پاؤں کی جوتی ہے، یاد رکھیں یہ دونوں رویّے دین کی معاشرتی تعلیم کے قطعی خلاف ہیں، اسلام میانہ روی کا درس دیتا ہے اسلام سے قبل عورت کی کوئی عزت وتوقیر نہیں تھی، اسے حقیر سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے عورت کو نازک آبگینہ قرار دیا اور عورت کے مقام کو واضح کیا، عورت جب بیوی بنتی ہے تو اس کو ہر دم شوہر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، یہاں تک کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا.(سنن الترمذي)

ترجمہ: اگر میں کسی کو یہ حکم کر سکتا کہ وہ کسی (غیر اللہ) کو سجدہ کرے تو میں یقیناً عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

لیکن یہی عورت جب ماں کے روپ میں آتی ہے تو اس کا درجہ مرد سے مختلف ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: "أُمُّكَ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "ثُمَّ أُمُّكَ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "ثُمَّ أُمُّكَ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "ثُمَّ أَبُوكَ". (متفق عليه)

ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا، عرض کیا، یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ حسن سلوک کا مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیری ماں۔ پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں۔ پھر کون؟ اسی طرح تین مرتبہ آپ نے ماں فرمایا۔ چوتھی بار فرمایا کہ تیرا باپ۔

اسی طرح کی مختلف روایات سے اہل علم استنباط کرتے ہیں کہ اپنے اپنے دائرہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مرد وعورت کے مقام کو واضح فرمایا ہے لیکن قوام (گھر کا سربراہ ونگران) کا درجہ مرد کو دیا گیا ہے جس میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

گھر کی اصلاح کیسے کریں؟ :

1۔ یاد رکھیں بچے خالی الذہن ہوتے ہیں بچپن میں ان کے ذہن میں جو کچھ پڑ گیا وہ مرتے دم تک باقی رہتا ہے حدیث شریف میں ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، وَيُنَصِّرَانِهِ، وَيُمَجِّسَانِهِ. (صحيح مسلم، رقم الحديث: 2658)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت (اللہ پر ایمان اور اچھائی کی محبت) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔

اس لیے بچپن ہی سے بچوں کا ذہن اسلامی بنانا چاہیے جیسا ان کو کلمہ یاد کرانا، چھوٹی سورتیں یاد کروانا یہ بہت ضروری ہے۔

2۔ وقت کا صحیح استعمال اسی وقت ممکن ہے جب کھانا کھانے اور آرام کرنے کے لیے ایک ٹائم ٹیبل بنا لیا جائے ایسا نا ہو کہ عورت کا سارا وقت کھانا بنانے اور کھلانے میں ہی لگ جائے، پھر یہ کہ کھانے میں سادگی اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔ جس سے وقت میں برکت ہوتی ہے۔

3۔ عورت کو چاہیے کے بلا شرعی ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلے، بلکہ اپنا وقت بچوں کی اچھی تربیت پر صرف کرے اس سے معاشرے کو دین کی علم بردار نسل مل سکے گی۔

4۔ بچوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہیے برے اخلاق اکثر برا ماحول ہی بناتے ہیں حدیث شریف میں ہے۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: يَا عَائِشَةُ: إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ. (صحيح مسلم، رقم الحديث: 2593)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور نرمی کی بنا پر وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو درشت مزاجی کی بنا پر عطا نہیں فرماتا۔

5۔ ہمارے معاشرے میں مردوں کا گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانا معیوب سمجھا جاتا ہے یہ دین سے دوری کا نتیجہ ہے خود جناب نبی کریم ﷺ گھر والوں کے کام میں ہاتھ بٹایا کرتے تھے، لہذا جب موقع ملے اپنے گھر والوں کی معاونت کی جائے تاکہ بچوں کی تربیت کے زیادہ مواقع میسر آسکیں۔

6۔ بیوی بچوں کے ساتھ ہنسی اور مذاق سے گھر کے ماحول میں پیار اور محبت کی فضا پیدا ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے گہرا ربط پیدا ہو جاتا ہے، لہذا اس کا اہتمام کیا جائے، بچوں کو بوسہ دینا بھی سنت رسول ﷺ ہے۔

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: "قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسًا، فَقَالَ الْأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: "مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ". (صحيح البخارى، رقم الحديث: 5997)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرع رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

7۔ اولاد کو نیک صالح اور فرمانبردار بنانے کے لیے سب سے پہلے حرام روزی سے بچنا ضروری ہے نیز والدین کو چاہیے کہ بچوں کو رزق حلال مہیا کریں اور ان کی بہتر تربیت کے ساتھ ساتھ اُن کے لیے دعاؤں کا خاص اہتمام کریں۔ قرآن مجید کی مقبول دعا ہے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۝ (الفرقان: 74)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی بیوی بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا سربراہ بنا دے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایک مسلمان گھر بنانے اور مسلمان معاشرہ تشکیل دینے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے اور مسلمان عورتوں میں بھی دینی شعور کو بیدار فرمائے۔ آمین یارب العالمین

قرآن مجید۔ وحی الٰہی سے
کتابی صورت تک (دوسری قسط)

حافظ حذیفہ محمود

فاضل جامعہ الصفہ واستاذ قرآن اکیڈمی یاسین آباد

رسالت کا دور اختتام پذیر ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ دنیائے فانی سے رفیق اعلیٰ کی طرف سفر کر چکے تھے۔ قرآن مجید کے نزول کی بھی تکمیل ہو گئی تھی۔ اب آسمان سے قیامت تک کوئی وحی نہیں اترنی تھی۔ البتہ قرآن مجید محفوظ ہو گیا تھا۔ آیتوں ان سورتوں کی ترتیب اللہ کے رسول بتا گئے تھے۔ قرآن مجید کھجوروں کی چھالوں، پتھروں اور اونٹوں کی ہڈیوں میں لکھا ہوا موجود تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر نو مسلم تابعین انہی اشیا سے قرآن سیکھتے اور سکھایا کرتے تھے۔ مگر جیسا کہ گزشتہ قسط میں گزرا کہ عربوں کا حافظہ نہایت قوی تھا لہذا وہ ہماری طرح دیکھ کر قرآن مجید پڑھنے کی بجائے زبانی پڑھتے پڑھاتے اور سیکھتے سکھاتے تھے اور اس میں ہر گز کوئی غلطی نہیں کرتے تھے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو بھلا! آخر یہی تو وہ سعادت مند روحیں تھیں جن کے سامنے خود قرآن مجید اترا تھا!

چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد ہوتے ہیں۔ مسلمان قرآن مجید کو اسی شکل میں رکھ کر تلاوت کرتے ہیں۔ تاوقتیکہ فتنے سر اٹھانا شروع کرتے ہیں۔ جھوٹے مدعیانِ نبوت نمودار ہوتے ہیں انہی میں سے ایک مسیلمہ نامی کذاب بھی تھا۔ جس کے قلع قمع کے لیے حضرت ابو بکر صدیق اسلامی لشکر ترتیب دیتے ہیں۔ یمامہ کا میدان سجتا ہے اور ایک خونریز معرکہ رونما ہوتا ہے۔ کئی دنوں تک جاری رہنے والی یہ جنگ بالآخر مسلمانوں کی فتح و کامرانی کے ساتھ اختتام پذیر ہوتی ہے۔ مگر اس جنگ میں 700 حفاظ صحابہ کرام شہید ہو جاتے ہیں یہ 700 حفاظ نہ تھے بلکہ قرآنی نسخوں کے 700 صندوق تھے جو سپردِ خاک کر دیے گئے تھے! انہوں نے خود حضور سے قرآن کو سنا اور آپ کو سنایا تھا۔

لہذا یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بجا طور پر یہ خیال ہوا کہ اگر اسی طرح بڑی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوتے گئے تو ممکن ہے قرآن پاک کا کوئی حصہ اس طرح ضائع ہو جائے یا مٹ جائے۔ اس لیے فوری طور پر قرآن پاک کو کتابی شکل میں ترتیبِ تلاوت کے ساتھ مرتب کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ اس کی ترتیب میں فرق نہ آنے پائے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بعد میں آنے والوں میں سے کسی سے ترتیبِ آیات و سورت کے بارے میں کوئی بھول چوک ہو جائے اور اس کے نتیجے میں کتاب اللہ کے مختلف حصوں کی ترتیب کے بارے میں کوئی اختلاف پیدا ہو جائے۔ لہذا ایسے کسی بھی ممکنہ اختلاف سے بچنے کے لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ قرآن پاک کو ایک کتابی شکل میں محفوظ کرنا چاہیے۔ یہ مشورہ لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ مزاج تھا کہ جو کام حضور نے کیا ہے وہ میں اسی طرح کروں گا، اور جو کام حضور نے نہیں کیا وہ میں ہر گز نہیں کروں گا۔ وہ ثانی اثنین تھے، گویا حضور کا مثنیٰ تھے اور بالکل سو فیصد حضور کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ اپنے اس مزاج کے عین مطابق انہوں نے کہا کہ جو کام حضور نے نہیں کیا وہ میں کیوں کروں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو سمجھاتے رہے، بہت دیر تک گفتگو ہوئی اور کافی دیر کی گفتگو کے بعد بالآخر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطمینان ہو گیا کہ یہ کام کرنا چاہیے۔ چنانچہ ان دونوں حضرات نے عہد رسالت کے نمایاں

کاتب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں قرآن مجید کو جمع کر کے کتابی صورت میں لانے کی ذمہ داری سونپ دی اور عدل و امانت کے اعلیٰ درجے پر فائز چند صحابہ کرام پر مشتمل کمیٹی معاونت کے لیے ان کو فراہم کر دی۔ ان حضرات کو اس ذمہ داری کا ایک نہایت بھاری ہونے کا پورا اندازہ تھا۔ وہ اس بات کا پورا شعور رکھتے تھے کہ وہ قرآن پاک کو آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کتابی شکل میں مرتب کر رہے ہیں اور یہ کہ آئندہ آنے والے سب مسلمانوں کی فہمِ قرآن اور تلاوتِ قرآن کی ذمہ داری ان کی گردن پر ہے۔ اس لیے حتی الامکان جو احتیاط ممکن ہو وہ اختیار کی جائے چنانچہ اس واقعے کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت میں خود بیان فرماتے ہیں:

"جنگ یمامہ" کے فوراً بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس بلاوا بھیجا، میں ان کے پاس پہنچا تو وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، حضرت ابو بکر مجھ سے مخاطب ہوئے کہ: عمر نے ابھی آکر مجھ سے کہا کہ: جنگِ یمامہ میں حفاظِ کرام کی ایک بڑی تعداد شہید ہو گئی ہے، اگر آئندہ لڑائیوں میں بھی اسی طرح حفاظ شہید ہوتے رہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قرآن کریم کا بڑا حصہ ناپید نہ ہو جائے!

لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دے دیں، میں نے کہا کہ: جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا ہے، وہ ہم کیسے کریں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: بخدا! یہ کام بہتر ہے، اس کے بعد عمر بار بار مجھ سے یہ کہتے رہے: یہاں تک کہ مجھے بھی اس پر شرحِ صدر ہو گیا، اور اب میری رائے بھی وہی ہے جو عمر کی ہے!

اِنَّكَ رجلٌ شابٌّ عاقلٌ، لا نَتَّهِمُكَ، وقد كُنْتَ كتبتَ الوحيَ لرسولِ الله ﷺ، فَتَتَبَّعِ القرآنَ فَاجمَعْهُ.

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ تم نوجوان، سمجھ دار آدمی ہو، ہمیں تمہارے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں ہے، اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کتابتِ وحی کی خدمت بھی کر چکے ہو، اس لیے تم قرآن کریم کو تلاش کر کے جمع کرو!

خدا کی قسم! اگر یہ حضرات مجھے پہاڑ منتقل کرنے کا حکم دیتے تو مجھے اتنا مشکل نہ ہوتا، جتنا جمعِ قرآن کا بار ہوا، میں نے کہا بھی کہ آپ حضرات ایسا کام کیوں کر رہے ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا تھا؟ اس پر حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ کام بہتر ہے، اور حضرت ابو بکر بار بار یہی دہراتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کام کے لیے کھول دیا، جس کام کے لیے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو شرحِ صدر عطا فرمایا تھا، چنانچہ میں نے کھجور کی شاخوں، پتھر کی باریک تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن مجید تلاش کر کے جمع کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ توبہ کی آیت، لقد جاء کم رسولٌ مِنْ انفسِکم اخیر سورت تک" میں نے صرف حضرت ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائی، ان کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں پایا، ان کی تنہا شہادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو آدمی کی شہادت کے قائم مقام قرار دیا تھا۔ (صحیح بخاری ۲/ ۷۴۵، ۷۴۶)

جمعِ قرآن میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا طریقۂ کار:

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم تینوں ہی حفاظ تھے اور ان کی سچائی اور عدالت پر بھلا کون شک کر سکتا تھا۔۔! اگر یہ تینوں حضرات بھی مل کر قرآن مجید کی کتابت اپنے حافظے کے مطابق کروا لیتے، تب بھی امت کے کسی فرد کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ وہ اس سے سرِ مو انحراف کر پاتا، خاص طور پر تب جب کہ دیگر کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسے ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔ مگر کلام الملوک ملوک الکلام (بادشاہوں کے کلام کلاموں کے بادشاہ ہوتے ہیں) کے مصداق قرآن مجید کی حفاظت بھی نہایت باریک بینی سے کی گئی اور احتیاط کے ہر پہلو کو پیش نظر رکھا گیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عام لوگوں میں یہ منادی کروائی کہ:

جن لوگوں نے جو کچھ بھی آیت رسول اللہ ﷺ سے لکھی ہو، وہ سب لے کر آئیں! (فتح الباری ۱۷/۹)

چنانچہ جب کوئی لکھی ہوئی آیت آتی تو بلاچوں وچرا قبول نہ کی جاتی تھی؛ بلکہ اس پر دو گواہی طلب کی جاتی تھی:

وكان لا يَقْبَلُ مِنْ أحدٍ شيئاً حتى يَشْهدَ شَاهِدَان. (الاتقان ۷۷/۱)

ترجمہ: اور کسی سے بھی کوئی آیت اس وقت تک قبول نہ کی جاتی تھی جب تک کہ اس پر دو گواہ گواہی نہ دے دیتے (جو یہ حلفیہ بیان دیں کہ یہ تحریر حضور ﷺ کو سنائی گئی تھی اور ہم وہاں موجود تھے، جب آپ ﷺ نے اس کی تصحیح فرمائی، اور ہم اس کے گواہ ہیں۔ یہ سب بیانات اور شہادتیں مکمل ہو جائیں تب اس کو لکھا جائے۔)

یہ تھی وہ خاص شرط جس کے بعد قرآن مجید کے جمع و ترتیب میں شک کی کوئی گنجائش نہ رہی، پھر مزید یہ کہ جمعِ قرآن کا طریقہ کار ملاحظہ کیجیے کہ:

۱۔ سب سے پہلے حضرت زید اپنی یادداشت سے اس کی تصدیق فرماتے تھے۔

۲۔ حضرت ابو بکر نے حضرت زید اور حضرت عمر دونوں حضرات کو حکم دیا تھا کہ: "آپ دونوں حضرات مسجد نبوی کے دروازے پر بیٹھ جائیں، پھر جو کوئی آپ دونوں کے پاس کتاب اللہ کی کوئی آیت دو گواہوں کے ساتھ لے کر آئے، اس کو آپ دونوں لکھ لیجیے! (فتح الباری ۱۷/۹، الاتقان ۷۷/۱)

۳۔ لکھنے کے بعد صحابۂ کرام کے پاس موجود لکھے ہوئے مجموعوں سے ملایا جاتا تاکہ یہ مجموعہ متفقہ طور پر قابلِ اعتماد ہو جائے۔ (البرهان في علوم القرآن للزركشي ۲۳۸/۱)

رسول اللہ ﷺ کے سامنے کتابت ہونے پر گواہیاں لی جانے کی کیا وجہ تھی؟ اس سلسلے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

كانَ غرضُهم أن لا يُكْتَبَ إلّا مِنْ عَيْنِ ما كُتِبَ بين يَدَي النبي ﷺ لا مِنْ مُجَرَّدِ الحِفظ. (فتح الباری ۱۷/۹، الاتقان ۷۷/۱)

ترجمہ: ان کا مقصد یہ تھا کہ صرف نبی اکرم ﷺ کے عین سامنے لکھی گئی آیتوں کو ہی لکھا جائے، محض حافظہ سے نہ لکھا جائے۔

حافظ ابن حجر نے ہی ایک دوسری وجہ بھی لکھی ہے کہ: گواہیاں اس بات پر بھی لی جاتی تھیں کہ دو گواہ اس بات کی گواہی دیں کہ لکھی ہوئی آیت ان وجوہ (سبعہ) کے مطابق ہے جن پر قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ (فتح الباری ۹/ ۱۷، الاتقان ۷۷/۱)

اس پورے عمل میں ایک لفظ اور ایک حرف کا بھی کہیں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوا۔ البتہ دو آیتیں قرآن پاک کی ایسی رہ گئیں جن کے بارے میں ایک مشکل سوال پیدا ہو گیا۔ قرآن پاک کی یہ دو آیتیں سورۃ التوبہ کی آخری دو آیات تھیں۔ کمیشن کے ارکان نے کہا کہ ہم سب کو یاد ہے کہ یہ سورۃ توبہ کی آخری آیات ہیں۔ ہمارے پاس جو ذاتی تحریری ذخیرہ ہے اس میں بھی موجود ہیں۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یاد ہیں اور ان کی تحریروں میں بھی موجود ہیں۔ دو گواہ بھی آ گئے، انہوں نے حلفیہ بیان بھی دے دیا کہ ہم نے یہ دونوں آیات اسی طرح حضور کو سنائی تھیں۔ ان دونوں گواہان کی زبانی گواہی کے علاوہ دو تحریری شہادتیں بھی آ گئیں۔ لیکن ان میں سے ایک تحریری یادداشت کے تو دو گواہ موجود تھے، البتہ دوسری تحریری یادداشت کے حق میں صرف ایک گواہی دستیاب ہو سکی مگر یہ معاملہ اس وقت حل ہوا کہ جب معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ ایک گواہ حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ ہیں اور حضور نے ان کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیا تھا۔!

جب اجتماعی تصدیق کے ساتھ "قرآن مجید" کی جمع و تدوین کا کام مکمل ہو گیا، تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ: اس کو کیا نام دیا جائے؟ چنانچہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا نام "سِفر" رکھا؛ لیکن یہ نام یہودیوں کی مشابہت کی وجہ سے پاس نہیں ہوا، اخیر میں "مصحف" نام پر سارے

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہوگیا۔ (الاتقان ۷۷/۱)

اس طرح حتی الامکان احتیاطی طریقۂ کار کے مطابق انہوں نے قرآن پاک کو لکھنا شروع کردیا اور ترتیب کے ساتھ چند ماہ میں پورے قرآن کی تدوین مکمل ہوگئی۔ یوں حضرت ابو بکر صدیق کے عہدِ خلافت میں پہلی مرتبہ مکمل قرآن مجید، از اول تا آخر، جمع شدہ اور مرتب، کتابی صورت میں امت کے سامنے آیا!، حضرت ابو بکر صدیق کو اسی قرآنی خدمت کے عوض امت آج بھی ''جامع القرآن'' کے نام سے جانتی ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

أعظمُ النّاسِ في المصاحب أجراً أبوبكرٍ، رحمةُ الله على أبي بكر، هو أوّلُ مَنْ جَمَعَ كتابَ الله. (الاتقان في علوم القرآن ۷۶/۱)

(ترجمہ:) قرآن مجید کی خدمت کے سلسلے میں سب سے زیادہ اجر و ثواب کے مستحق ابو بکر صدیق ہیں، اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحم فرمائیں کہ وہ اولین شخصیت ہیں، جنہوں نے جمعِ قرآن کا (مایہ ناز) کارنامہ انجام دیا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

وكان القرآنُ فيها مُنْتَشِراً فَجَمَعَها جامعٌ و رَبَطَها بخيطٍ. (الاتقان ۸۳/۱)

ترجمہ: اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں قرآن مجید کی مکمل یادداشتوں کا جو ذخیرہ تھا) اس میں (قرآنی سورتیں) الگ الگ لکھی ہوئی تھیں، پس اس کو (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے) جمع کرنے والے (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) نے ایک جگہ (ساری سورتوں کو) جمع کردیا، اور ایک دھاگا سے سب کی شیرازہ بندی کردی۔

نسخۂ صدیقی کی خصوصیت:

دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس بھی قرآن مجید لکھا ہوا تھا، لیکن جن خصوصیات کا حامل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ والا اجماعی نسخہ تھا، ان سے دوسرے سارے نسخے خالی تھے، اسی وجہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اُسے "اُم" کہا جاتا تھا، اس کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ ہر سورت کو الگ الگ لکھا گیا تھا؛ لیکن ترتیب بعینہٖ وہی تھی، جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی تھی۔ (فتح الباری ۲۲/۹)

۲۔ اس نسخہ میں ساتوں حروف جمع تھے، جن پر قرآن مجید کا نزول ہوا۔ (مناہل العرفان ۲۴۶/۱، ۲۴۷)

۳۔ اس میں صرف وہ آیات لکھی گئی تھیں، جن کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی تھی۔

۴۔ اس کو لکھوانے کا مقصد یہ تھا کہ ایک مرتب نسخہ تمام امت کی "اجماعی تصدیق" سے تیار ہوجائے؛ تاکہ ضرورت پڑنے پر اس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔ (علوم القرآن از مفتی محمد تقی عثمانی ص۱۸۶)

۵۔ اس نسخہ میں قرآن مجید کی تمام سورتوں کو ایک ہی تقطیع اور سائز پر لکھوا کر، ایک ہی جلد میں مجلد کرایا گیا تھا، اور یہ کام حکومت کی طرف سے انجام دیا گیا، جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہو پایا تھا۔ (تدوین قرآن ص۴۰)

قرآن مجید کا یہ متفق علیہ نسخہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی وفات تک رہا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، جب ان کی بھی وفات ہوگئی تو ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رکھا گیا۔ جیسا کہ بخاری شریف کے حوالے سے گذر چکا ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس سے ہی منگوا کر نقول تیار کرائے تھے، جس کا ذکر اگلی قسط میں ان شاء اللہ!

(جاری ہے۔۔)

شانِ یارِ غارِ ثور

حافظ عبد الرافع

سابق طالب علم سال دوم، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

شانِ یار غار ثور کی بات کی جائے تو پوری امت مسلمہ کے ذہن میں ایک ہی نام آتا ہے وہ ابو بکر صدیق کا ہے۔ جب کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبد اللہ بن عثمان تھا۔ ابو بکر ان کی کنیت تھی۔ آپ کی اچھی عادتوں اور نیکی کے کاموں میں آگے رہنے کی وجہ سے لوگوں نے ان کی کنیت ابو بکر رکھ دی۔ کیونکہ "بکر" کے دوسرے معنوں کے علاوہ ایک معنی پہل کرنا یا آگے آگے رہنا کے بھی ہیں۔ تو "ابو بکر" کا مطلب یہ ہوا: "نیکی کے کاموں میں پہل کرنے والا یا آگے آگے رہنے والا" یہ کنیت اس قدر مشہور ہوئی کہ یہی نام بن گئی اور ان کا اصل نام بہت کم لوگوں کو یاد رہ گیا۔ آپ قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چھٹی پشت میں مرہ بن کعب سے جا ملتا ہے۔ نبوت سے قبل ہی آپ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ کی اسلام سے محبت اور دین کی خدمت کی انتہا تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فوراً ایمان لائے اور اپنی ساری زندگی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گزار دی۔ آپ نے اپنے مال و دولت کو اسلام کے فروغ اور مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے وقف کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پہلے مبلغِ اسلام کا شرف بھی آپ ہی کو حاصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جس شخص کے سامنے اسلام کی دعوت رکھی اس نے سوچ و بچار سے کام لیا مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بلا جھجک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کر دی۔ دعوتِ دین کے مشن میں ہر لحہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور اپنی جان سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے غمگین رہا کرتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ والوں سے روپوش ہو کر رات کو نکلے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل پڑے، ابو بکر رضی اللہ عنہ کبھی تو آپ کے آگے چلتے، کبھی آپ کے پیچھے، کبھی آپ کے دائیں طرف اور کبھی آپ کے بائیں طرف چلتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو بکر! یہ کیا ہے؟ میں آپ کے اس طرح کرنے کو نہیں سمجھ سکا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب مجھے خیال ہوتا ہے کہ کوئی آگے سے حملہ آور ہو گا تو میں آپ کے آگے ہو جاتا ہوں اور جب یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی پیچھے سے آ رہا ہو گا تو میں آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور اسی خیال سے کبھی آپ کے دائیں ہو جاتا ہوں اور کبھی آپ کے بائیں، مجھے آپ کے بارے میں اطمینان نہیں ہوتا۔ اس سفر میں آپ نے تمام مواقع بالخصوص غار ثور میں قیام کے دوران حق دوستی ادا کر دیا۔ آپ کو اس سفر ہجرت کے حوالے سے قرآن میں "ثانی اثنین" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ (التوبہ: 40) اس کے علاوہ بھی آپ کو کئی القابات و خطابات سے نوازا گیا جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- صدیق

بلا جھجک رسالت کی تصدیق کی۔

واقعۂ معراج کی تصدیق کی۔

اور ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ، سیدنا ابو بکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ حرکت کرنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُثْبُتْ اُحُدُ! فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ و صِدِّيْقٌ وَ شَهِيْدَانِ.(صحيح البخارى)

- عتیق

اَنْتَ عَتِيْقُ اللهِ مِنَ النَّارِ. ترجمہ: تم اللہ کی طرف سے جہنم سے آزاد ہو۔

- ثانی اثنین

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (التوبة: 40)

- اَوّاہ

امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان کی نرم دلی اور مزاج میں رحمت و شفقت کے باعث اوّاہ بھی کہا جاتا تھا۔ (الطبقات لابن سعد)

امتیازی خصوصیات:

- ماہرِ انساب

آپ ماہرِ انساب تھے تبلیغی دوروں میں مختلف قبائل سے آپ ﷺ کا تعارف کراتے چنانچہ لوگ جلد آپ سے گھل مل جاتے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اَبَا بَكْرٍ اَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِاَنْسَابِهَا.

- رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ہجرت۔
- آپ کی چار پشتوں کو صحابیت کا اعزاز حاصل۔
- آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی زوجیت میں تھیں۔
- نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں مسجد نبوی ﷺ میں خود رسول اللہ ﷺ کے حکم پر امامت کرائی۔
- رسول اللہ ﷺ نے سن 9 ہجری میں امیر حج بنا کر روانہ کیا۔

آپ کی دعوت پر ہی کئی صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان لائے جن کو بعد میں دربار رسالت سے عشرہ بشرہ کی نوید عطا ہوئی۔

۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ۳۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

۴۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

<u>یارِ غارِ ثور سرکارِ دو عالم ﷺ کی نظر میں:</u>

- میں نے جس شخص پر اسلام پیش کیا اس نے پس و پیش سے کام لیا مگر ایک واحد ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے جنھوں نے میری ایک آواز پر لبیک کہا اور اسلام قبول کیا۔
- ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے مجھے جتنا نفع پہنچایا اتنا نفع مجھے کسی کے مال سے نہیں پہنچا۔ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے

عرض کیا"یا رسول اللہ ﷺ! میں اور میرا مال سب آپ ﷺ ہی کا ہے۔

- میں اگر اللہ کے سوا کسی کو اپنا دوست و خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔
- تم (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) غار میں بھی میرے ساتھ رہے اور بروز قیامت حوض کوثر پر بھی میرے ہمراہ ہوگے۔
- انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا سورج کبھی ابو بکر سے بہتر آدمی پر طلوع نہیں ہوا۔
- کسی قوم کے لیے بہتر نہیں کہ ان میں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں اور ان کی امامت کوئی دوسرا کرے۔
- ہم نے ہر شخص کے احسان کا بدلہ چکا دیا مگر ابو بکر کے احسانات ایسے ہیں کہ ان کا بدلہ اللہ جل شانہ ہی عطا فرمائے گا۔

یارِ غارِ ثور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ خطبہ دیتے ہوئے لوگوں سے پوچھا: "سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟"لوگوں نے جواب دیا: "امیر المومنین آپ ہی سب سے زیادہ بہادر ہیں۔"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے تو جب کسی نے دعوت مبارزت دی تب ہی میں نے اس سے مقابلہ کیا لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بہادری میں بھی سب سے آگے تھے۔ ہم نے ایک غزوہ میں نبی اکرم ﷺ کے لیے خیمہ نصب کیا۔ ہم نے کہا: "رسول اکرم ﷺ کی حفاظت کون کرے گا تاکہ مشرکین میں سے کوئی آپ پر حملے کی جرأت نہ کر سکے؟"اللہ کی قسم! صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے جو اپنی تلوار لہراتے ہوئے آگے بڑھے۔ جو بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف لپکتا، ابو بکر رضی اللہ عنہ اس پر پل پڑتے۔ یقیناً آپ سب سے زیادہ شجاع تھے۔

پھر فرمانے لگے کہ میں نے ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ کفار قریش نے آپ ﷺ کو گھیر رکھا تھا۔ کوئی آپ کو زدو کوب کر رہا تھا تو کوئی آپ کو جھنجھوڑ رہا تھا اور وہ لوگ چلا چلا کر کہہ رہے تھے: "کیا تم نے تمام معبودوں کی جگہ ایک ہی الہ کو لا کھڑا کیا ہے؟"اللہ کی قسم! ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی آگے نہ بڑھا۔ آپ نے سب کو اکھاڑ پچھاڑ کر رکھ دیا، آپ نے کسی کو پرے مارا، کسی کو دھکیلا اور کسی کا گریبان پکڑ کر ہٹایا۔ اس حالت میں آپ کہتے رہے: (وَيْلَكُمْ! اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ؟)۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر سے چادر ہٹا دی اور زار و قطار رونے لگے حتی کہ آپ کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی، پھر فرمایا: "اللہ کی قسم! مجھے بتاؤ: کیا آلِ فرعون میں سے ایمان لانے والا آدمی بہتر تھا یا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بہتر ہیں؟"سب لوگ خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! ابو بکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کی ایک گھڑی آلِ فرعون کے مومن آدمی کی پوری زندگی سے بہتر ہے۔ اس آدمی نے اپنے ایمان کو چھپایا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ڈنکے کی چوٹ پر اپنے ایمان کا اظہار و اعلان کیا۔"(البداية و النهاية)

اقوالِ یارِ غارِ ثور:

چند اقوال درج ذیل ہیں:

- مسلمان کا حق مارنے والے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔
- جس جسم کی غذا حرام ہو وہ جہنم میں داخل کیا جائے گا۔
- سچ بولنا اور نیکی کرنا جنت اور جھوٹ بولنا اور بدکاری کرنا دوزخ ہے۔

- تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی تحقیر نہ کرے، کیونکہ اللہ جل شانہ کے نزدیک ادنی درجے کا مسلمان بھی اعلی درجہ رکھتا ہے۔
- جس نے پنج وقتہ نمازیں پابندی وقت کے ساتھ خشوع وخضوع سے ادا کیں تو وہ اللہ کی حفاظت میں آگیا۔
- اے لوگوں! اللہ کے خوف سے رو، اگر رو نہ سکو تو رونے کی کوشش ضرور کرو۔
- مصیبت کی جڑ انسان کی گفتگو ہے۔
- جس قوم میں بری باتیں عام ہوجاتی ہیں اللہ انہیں مصیبت میں ڈال دیتا ہے۔
- گناہ سے توبہ ضروری ہے مگر گناہ سے بچنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔
- ایک دوسرے سے تعلق مت توڑو، کسی سے حسد نہ کرو، اور نہ کسی کے خلاف دل میں کینہ رکھو۔

اللہ رب العزت سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور ہمیں اپنے دینِ متین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین

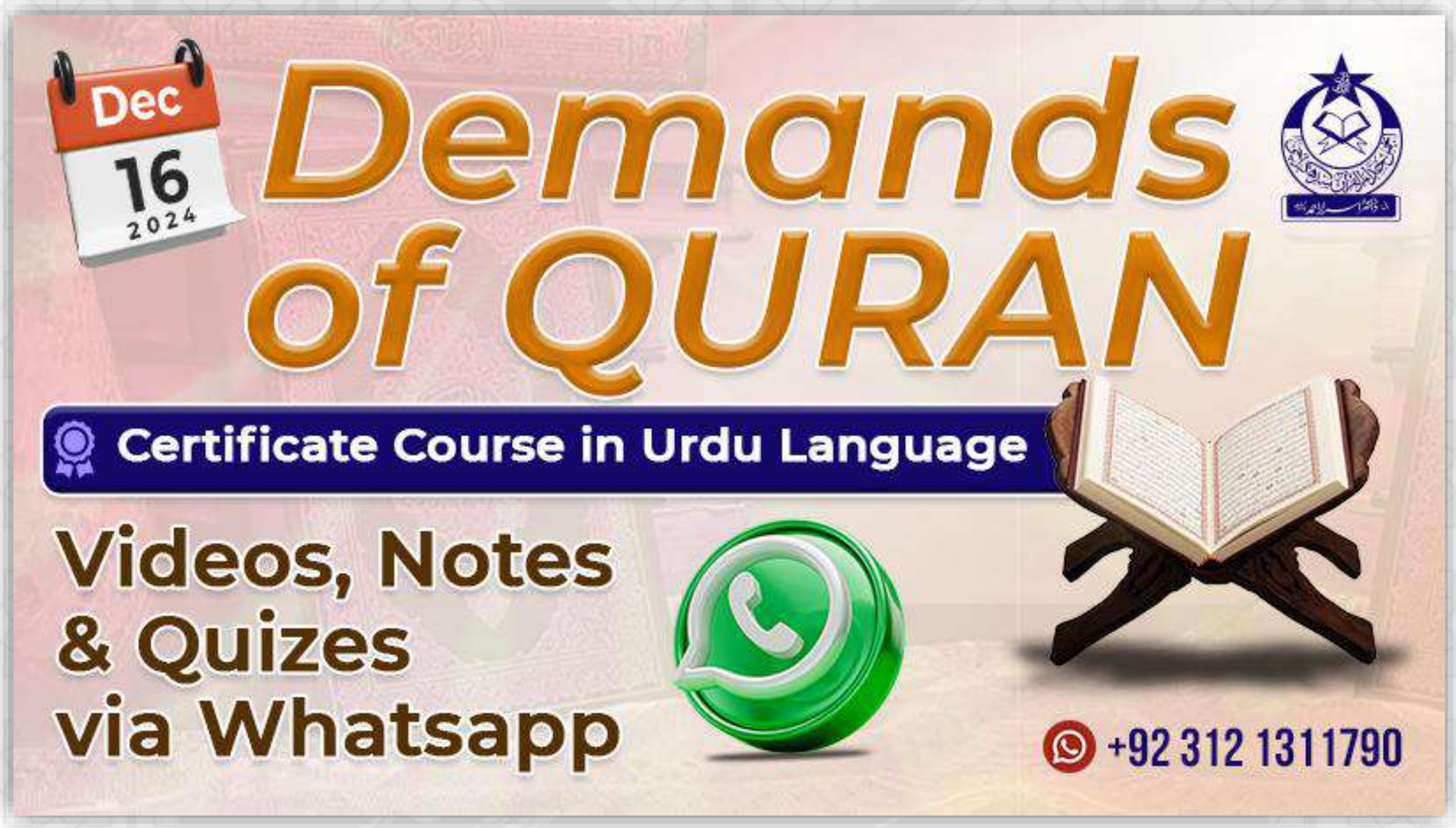

روداد۔ خطباتِ سیرت سیریز

سید مطیع الرحمن

سابق طالب علم سال اول و دوم، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا ؕ‏ (الاحزاب: 21)

ترجمہ: (اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں بہترین نمونہ ہے (یہ اسوہ ہے) ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ سے ملاقات اور آخرت کی اُمید رکھتا ہو۔ اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

قرآن اکیڈمی یاسین آباد فیڈرل بی ایریا کراچی میں خطباتِ سیرت النبی ﷺ کے سلسلہ میں چار روزہ نشستوں کا انعقاد، ۱۷ اکتوبر بروز جمعرات تا ۲۰ اکتوبر بروز اتوار ۲۰۲۴ تک ہوا۔ جو محض اللہ کے خصوصی فضل و کرم اور ہمارے اساتذہ کرام کی انتھک کاوشوں کی بدولت پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ بلا مبالغہ یہ چار خطبات سرکارِ دو عالم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے ہمہ جہت پہلوؤں کا احاطہ کرنے کے لیے کافی و شافی طور پر ممکن نہیں تھے۔ تاہم ایک اجمالی بیانِ سیرت ہی وقت کی قیود و حدود کے باوجود ان نشستوں میں شریک حضرات و خواتین کو میرے اور آپ کے نبی اکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیٰ صاحب السلام کی سیرت و حیاتِ طیبہ کی طرف راغب کے لیے مؤدب الفاظ اور دلنشین اظہار بیان سے مزین ایک بہترین اور کامیاب کوشش ضرور ہے۔

سیرتِ محمد مصطفیٰ ﷺ کو چار موضوعات میں قدرے اجمالاً بیان کیا گیا۔ جن کی ترتیب یوں ہے:

۱۔ ولادت سے ظہورِ نبوت تک

۲۔ ظہورِ نبوت سے ہجرتِ مدینہ تک

۳۔ ہجرت سے فتح مکہ تک

۴۔ فتح مکہ سے وصال تک

پہلی نشست: ولادتِ مبارکہ سے نبوت تک

یہ موضوع سیرت النبی ﷺ کے ابتدائی مراحل کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ قرآن اکیڈمی یاسین آباد کے استاذِ محترم جناب محمد ارشد صاحب دامت برکاتہم نے موضوع کا مرکزی نکتہ نہایت ہی علم و فہم کی گہرائیوں سے مرصّع اندازِ خطابت سے سرشار ہو کر سامعین کرام کو ذہن نشین کروایا۔ نمازِ عشاء کے بعد ورکنگ ڈے میں جبکہ لوگ سارے دن کی مصروفیات کے بعد وقت نکال کر یہاں اس محفلِ پُر نور میں حاضر و ناظر تھے۔ وہاں ہمارے خطیبِ محترم کو ہی یہ خداداد صلاحیت اللہ نے عطا فرمائی کہ سامعین ہمہ تن گوش ہو کر بیان و کلام سے بھرپور طرح سے فیضیاب ہوتے محسوس ہو رہے

تھے کہ جس کا اندازہ حاضرین کے انہماک سے عیاں ہو رہا تھا۔ حضرت نے ابتداءً موضوع کی تصحیح فرماتے ہوئے رہنمائی فرمائی کہ "ولادت سے نبوت" کا عنوان لائق تصحیح ہے کیونکہ نبی پیدائشی نبی ہوتا ہے البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ "ولادت سے ظہور نبوت تک" آج کا موضوع ہے۔

دوسری نشست : نبوت سے ہجرت تک

سید فاروق احمد صاحب ہمارے انتہائی واجب الاحترام استاذ رجوع الی القرآن برائے سالِ دوم یاسین آباد اکیڈمی، اس دوسری نشست کے روحِ رواں رہے۔ ظہورِ نبوت ﷺ سے ہجرت مدینہ تک کے سفرِ نبوت کے سخت، کھٹن، المناک، کربناک اور صبر عظیم کے تیرہ برسوں کے مثل سمندر لمحات کو الفاظ کے کوزے میں بند کرکے محض اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مددِ خاص سے سامعینِ نشست کے ذہنوں میں اُجاگر کرنے میں کامیابی پر یقینی طور پر خراج عقیدت کے مستحق ہیں۔ کیونکہ غارِ حرا سے لیکر تبلیغ خفی و جلی، ہجرتِ حبشہ، سیدنا حمزہ و عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کا قبولِ اسلام شُعبِ ابی طالب، عام الحزن، اسفارِ اسراء و معراج اور بیعتِ عقبہ و دارالندوہ سے ہوتے ہوئے سفرِ ہجرت کے آغاز تک کے جملہ مراحل کو کم و بیش ایک گھنٹہ میں مقیّد کرنا کسی اہلِ علم ہی کے حصے میں آسکتا ہے۔

حضرت کی شان تو یہ ہے کہ بقول شاعر ؎

کچھ عجب طرز کا اندازِ بیاں رکھتے ہیں
لوٹے ہیں جس پہ فرشتے وہ زباں رکھتے ہیں

تیسری نشست : ہجرتِ مدینہ سے فتح مکہ تک

یہ موضوع اہلِ اسلام کے تابناک دور کے آغاز سے انتہائی مراحل کی تکمیل پر روشنی ڈالنے کے لیے کسی ایسے خطیب کا متمنّی تھا کہ جو مواخات کی نعمتوں، نفاق اور انفاق کے علاوہ جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے لازوال اور سبق آموز حالات کو منتخب جملوں میں پنہاں کرکے آٹھ برس کی آگ و خون کی وادی سے گزار کر سیرت النبی ﷺ کے متوالوں کے ذہنوں کو فصلِ وقت کے اندر رہ کر سیراب کرسکے۔ تو پھر محترم میں عزّت مآب آصف آغا صاحب جلوہ افروز ہوئے اور پھر واقعی انھوں نے ثابت کیا کہ بقول شاعر ؎

اعجازِ جہاں وہی ہے ہمارے کلام کو
زندہ کیاہے ہم نے مسیحا کے نام کو

ماشاءاللہ حضرت نے نہایت ہی سُرعت کے ساتھ مگر جامع ترین انداز میں موضوع کو سمیٹا بلکہ بیعتِ رضوان سے لیکر فتح مکہ تک کے واقعات میں سامعین کرام محو کرگئے۔ گو کہ کچھ وقت زائد بھی موضوع کی ضرورت تھا۔ لیکن حاضرین کی دلچسپی الحمدللہ برقرار رہی۔

چوتھی اور آخری نشست : فتح مکہ تا وصالِ نبی ﷺ

ہمارے استاد محترم جناب محمد ارشد صاحب دامت برکاتہم کے لیے یہ تأثر پایا جاتا ہے کہ آپ ایک بہترین استاذ ہیں لیکن اس سے زیادہ آپ بلند پایہ خطیب بھی ہیں ؎

اللہ کرے زورِ بیاں اور زیادہ

یہ موضوع سیرت کے جملہ پہلوؤں کو سمیٹتے ہوئے تکمیل دین کی نوید سناتا ہے۔ جس کا عمود فتح مکہ کے بعد غزوہ تبوک نظر آتا ہے۔ اس خطاب سے یہ بات واضح ہوگئی کہ غزوہ تبوک کے ضمن میں ۵۰ روزہ مکمل آمد و رفت کے بین الاقوامی طور پر کیا اثرات مرتّب ہوئے اور دنیا میں اسلامی ریاست کی ایک دھاک بیٹھ گئی کہ اپنے سے کئی گنا بڑی سلطنتِ روم کو محض ایک سفارتی ادب کی پامالی پر ایک نوزائیدہ اسلامی ریاست نے مٹی بھر جاں نثاروں کے ہمراہ چیلنج کیا جس کے نتیجے میں سلطنتِ روم کو مقابلے کی جرأت ہی نہ ہوسکی۔ اور مسلمان اپنے سفیر کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے سر پہ کفن باندھ کر پہنچ گئے۔

سبق: مومن اسباب سے زیادہ اللہ پر توکل کرتا ہے۔

اُمیدِ واثق سے ہے کہ آئندہ ترتیب دیے جانے والے ہفتہ وار سیرت النبی ﷺ کے عنوان سے ہونے والی نشستوں میں سامعین حضرات و خواتین نہ صرف اپنی دلچسپی برقرار رکھیں گے بلکہ دیگر احباب کو بھی دعوتِ استفادہ دیں گے۔

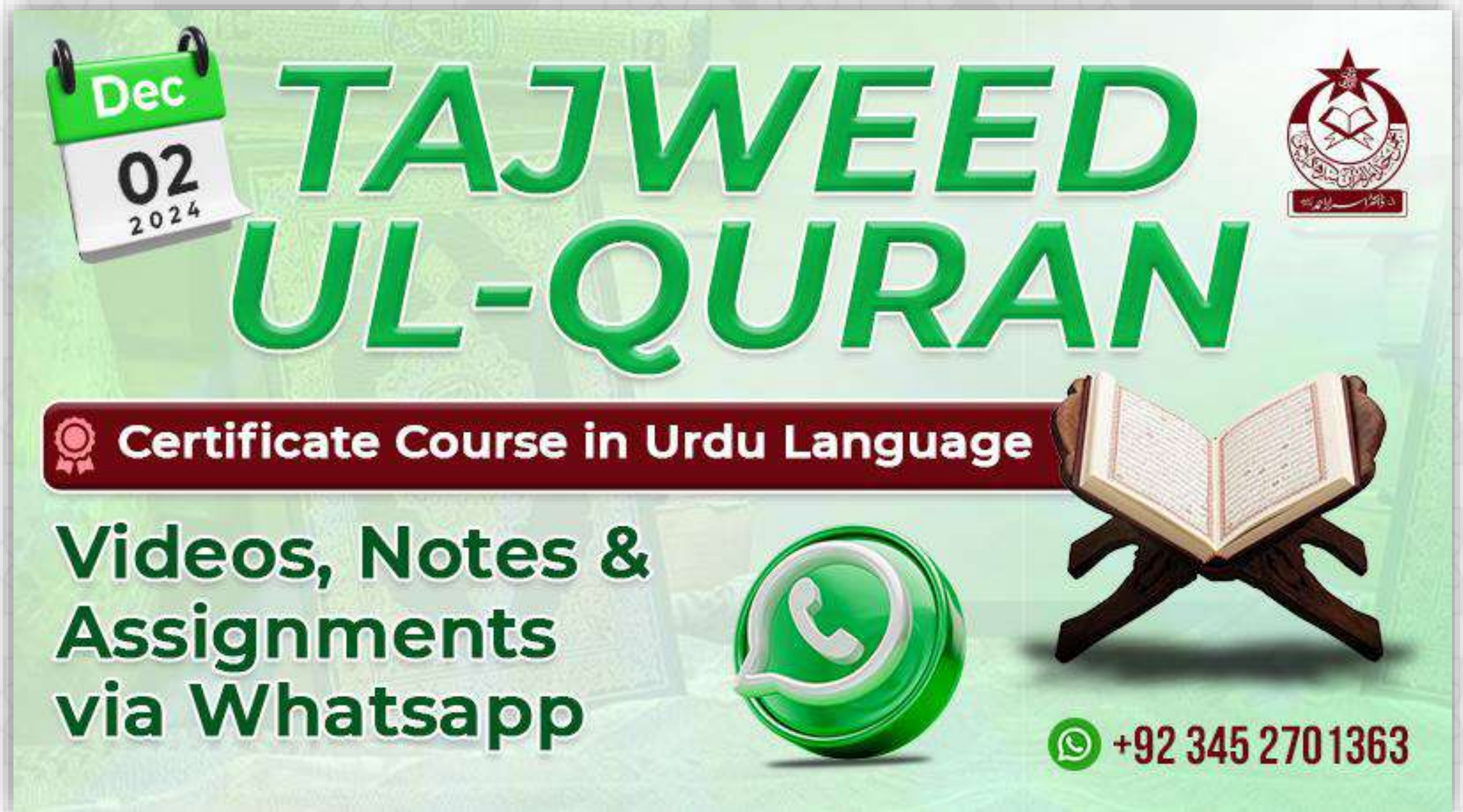

شب گریزاں ہوگی آخر

شیخ سعد رحمن

سابق طالب علم سال اول و دوم، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

ستمبر 2024ء میں رجوع الی القرآن کورس کی تکمیل کے تقریباً ڈھائی سال بعد کراچی جانے کا موقع ملا۔ سفر کا مقصد مختلف دینی اداروں بشمول قرآن اکیڈمیز کا دورہ تھا۔ یہ ایک بہت ہی یادگار دورہ رہا اور بہت سے اسباق سیکھنے کو ملے۔ اساتذہ سے ملاقات کر کے دلی سکون ملا اور تذکیر بھی ہوئی۔

قرآن اکیڈمیز جو کام کر رہی ہیں، وہ اپنی نوعیت کا بہت ہی انوکھا کام ہے جو شاید اور کوئی ادارہ نہیں کر رہا۔ بچوں کو حفظ کروا دینا، دینی علوم سکھا دینا، یہ تو بہت سے ادارے کر رہے ہیں مگر ان اداروں کے فارغ التحصیل طلبہ میں فکری پختگی نہیں پائی جاتی۔ اگرچہ کوئی تخصص بھی کر لے، مگر پھر بھی وسعتِ نظر ان لوگوں میں دکھائی نہیں دیتی۔ اس کے برعکس قرآن اکیڈمیز کا کام انتہائی منفرد ہے۔ یعنی ان لوگوں کو دین کی اصل کی طرف رجوع کروا دینا جو دنیا کو ایک حد تک دیکھ چکے، اس کا تجربہ حاصل کر چکے، اس کی رنگینیاں دیکھ چکے۔ ایسے لوگوں کو یہ باور کروا دینا کہ یہ دنیا سمندر کے مقابل قطرے کی مانند ہے، اور اللہ کے نزدیک اس کی وقعت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، یہ ایک بہت بڑا کام ہے اور اس کے ثمرات بہت عمدہ ہیں۔

پھر انہی لوگوں میں سے اللہ کی توفیق سے اگر کسی کے دل میں یہ بات اتر جائے اور وہ اسلامی نظام کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھ جائے تو ایسے لوگ خود کو اسی نظام کے قیام کے لیے کھپا دیتے ہیں، وقف کر دیتے ہیں۔ اس کی بہترین مثال خود بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں مثلاً انجینئر نوید احمد رحمہ اللہ، امیر محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب وغیرہ۔۔۔ اور بلاشبہ ایسی قربانی دینے والوں کو دنیا تو پاگل ہی کہے گی، اور کیوں نہ کہے؟ اہلِ حق ہمیشہ مجنوں ہی تو ہوا کرتے ہیں۔ وہ منافقین کا گروہ اہلِ ایمان کو کن الفاظ میں یاد کیا کرتا تھا؟ "اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ جیسے ایمان لائے (اور) لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لے آئیں بیوقوف لوگوں کی طرح؟" (البقرۃ: 13)

مثالِ شمع اپنی ذات کو پگھلانا پڑتا ہے\
بہت مشکل ہے ہمدم ظلمتوں کا نور ہو جانا

یہی جنون تو اللہ کے ہاں مطلوب، مقصود، محبوب اور مقبول ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نکتہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن اکیڈمیز اندھیری رات میں روشن چراغ کی طرح کھڑی ہیں اور امید کی کرنیں ہر طرف پھیلا رہی ہیں کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ ان شاء اللہ ہو کر رہے گی۔ بس دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس جدوجہد میں درست راستہ منتخب کرنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

انجمن خدّام القرآن۔۔ایک تعارف

مفتی امان اللہ قائم خانی

استاذ و مسؤل شعبہ تصنیف و تالیف، قرآن اکیڈمی، یاسین آباد

اللہ جل شانہ کا خاص فضل واحسان ہے کہ اس نے جو دین محمد عربی ﷺ پر تا قیامت آنے والی انسانیت پر اتارا اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود ہی لیا۔ چنانچہ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب پر اتارے ہوئے دین کا ایک ایک گوشہ اپنی خاص حفاظت و نگرانی میں پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو اس وحی کی حفاظت کے لیے صحابہ کرام کو کھڑا کیا جنہوں نے نہ صرف قرآن کریم کو اپنے مقدس سینوں میں محفوظ فرمایا بلکہ قرآن پاک کو یکجا کرکے ظاہری حفاظت کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ محبوب رب العالمین ﷺ کے اقوال وافعال اور تقریرات کو علمی و عملی طور پر اپنا کر امت تک منتقل کرکے سنتِ رسول کی حفاظت کا بیڑا بھی پار لگایا۔ اسی طرح اجتہاد کے ذریعے نت نئے آنے والے مسائل پر توجہ طلب مسائل پر غور وفکر کے لیے امت مرحومہ میں اعلیٰ ترین استعداد کے حامل مجتہدین پیدا فرمائے۔ الغرض جہاں علمی انداز میں ضرورت ہوئی وہاں اسی نوعیت کا انتظام فرمایا اور جہاں عملی یا فکری انداز میں اصلاح واستقامت کی ضرورت پڑی وہاں اس نوعیت کا انتظام بھی فرما دیا۔ چنانچہ طائرانہ نگاہ دوڑانے والا شخص باآسانی دیکھ سکتا ہے کہ تاریخ اسلامی عزیمتوں سے وابستہ ان گنت شخصیات و داستانوں سے لبریز ہے۔

بہرحال اسی سلسلے کی ایک کڑی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، جو امت کی زبوں حالی سے نالاں ہوکر اقامت دین کے محدود ہوتے اور سکڑتے تصور وفکر کو نہ صرف اپنی مکمل آب و تاب کے ساتھ لے کر نکلے بلکہ بالآخر اسی جدوجہد میں اپنا تن، من اور دھن سب کچھ لٹا کر اللہ کے ہاں سرخرو بھی ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی فکری و نظریاتی دعوت کے لیے تقریباً تمام ممکنہ پلیٹ فارمز اپنائے، لیکن جب کسی بھی پلیٹ فارم کو اپنی فکری دعوت کے لیے مکمل طور پر سازگار نہ پایا تو بالآخر امت کے انحطاط نے انہیں اسیر مالٹا شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے اس فقرے کی جانب متوجہ کیا:

"میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا، دوسرے ان کے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔"

اس تشخیص کو بنیاد بناتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے نہ صرف اپنی فکری و نظریاتی دعوت کو جاری رکھا بلکہ امت کو قرآن اور قرآنی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لیے "انجمن خدام القرآن" کی بنیاد رکھی۔ جہاں ایک طرف تو پورے اہتمام کے ساتھ فرقہ بازی واختلافات کو بالائے طاق رکھا جائے، اور دوسری طرف قرآنی تعلیمات کے نور سے امت کے افراد میں موجود تشنہ اذہان کی آبیاری کی جائے۔ ارادوں میں اخلاص کا عنصر بڑے سے بڑے منصوبے کی کامیابی کے لیے کلیدی کنجی کہلاتا ہے، چنانچہ اللہ جل شانہ نے اس سلسلے کو قبول عام نصیب فرمایا، اور بے سرو سامانی میں لگایا جانے والا یہ بیج تناور درخت بننے لگا، اور رفتہ رفتہ ملک بھر کے مختلف شہروں میں اس کی شاخیں نہ صرف پھیلنے لگیں بلکہ برگ بارآور

بھی ثابت ہونے لگیں، اس کے تحت تعلیم قرآنی کی نشر واشاعت کے لیے دینی ادارے قائم کیے جانے لگے۔ دیکھتے دیکھتے مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور کے بعد اولین شاخ انجمن خدّام القرآن سندھ، مزید انجمن خدّام القرآن فیصل آباد، انجمن خدّام القرآن اسلام آباد، انجمن خدّام القرآن جھنگ، انجمن خدّام القرآن ملتان وغیرہ تک دائرہ کار وسیع ہوتا چلا گیا۔ انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی جس کا اڑتیسواں سالانہ اجلاس اسی ماہ ہوا چاہتا ہے (3 نومبر 2024ء دی وینیو)۔ اس ادارہ کے تحت قرآن اکیڈمی وانسٹیٹیوٹ نہ صرف تعلیمی میدان میں کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں بلکہ تنظیم اسلامی کی ثبات قدمی اور ترویج فکری کی بھی ہمنوائی کا مکمل حق ادا کرنے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس طرح اس تناور درخت کی دونوں شاخیں یعنی تعلیم قرآنی اور ترویج فکری ایک دوسرے کی ہمدم وہمنوا ہوئیں۔ ان اداروں میں انتظامی و مالیاتی نظم ونسق جاری رکھنے کی غرض سے بہتر سے بہترین عملے کے انتخاب کے لیے انہیں مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ مجلس عامہ، مجلس شوریٰ، مجلس عاملہ اور مرکزی دفتر جیسے شعبہ جات حسن انتظام میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اسی طرح ان اداروں کے تحت تعلیم کی غرض سے متعلقہ شعبہ کے بہترین پیشہ وارانہ مدرسین کا انتخاب عمل میں لایا جاتا ہے۔ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس میں طالبین علوم نبوت (بچے، نوجوان اور ضعیف العمر افراد اور خواتین الغرض ہر عمر کے افراد) تشریف لاتے ہیں، جس کے ضمن میں عربی گرامر وبنیادی قواعد، قرآن کریم مع ترجمہ و مختصر تشریح سمیت فکری اساس کی مضبوطی پر بطور خاص توجہ دی جاتی ہے۔ حلقات و دورات دینیہ کے عنوان سے مختصر اور قدرے طویل دورانیے کے مختلف کورسز کرائے جاتے ہیں۔ جن میں دین کے ہر شعبے سے متعلق تعلیمی وفکری موضوعات پر مستقل نشستوں کا دلچسپ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اوقات کار اور موضوعات کے تعین کے لیے صائب الرائے حضرات اپنی مہارت کی بنیاد پر ہر نہج کے افراد کو اس سلسلے میں لانے کے لیے ہمہ وقت کوشاں وسرگرداں رہتے ہیں۔

اس طرح آج الحمدللہ ہزاروں تشنگان علوم قرآنی ان اداروں سے جہاں علوم نبوت میں غوطہ زن ہو رہے ہیں وہیں وہ ایک مستقیم فکری اساس پر بھی قائم ہوتے ہیں، جو بعد میں آنے والے لوگوں کے لیے سامان ہدایت اور اپنے پیشروؤں کے لیے صدقہ جاریہ بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اور انفرادی سطح کی تربیت سے بڑھ کر امت کو ایک اجتماعی تربیت بھی بہم پہنچ رہی ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ یہی افراد فکری منہج پر چلنے والے وہ بابصیرت دماغ ثابت ہوتے ہیں جو زیغ وضلال کے فتنوں کی آماجگاہ نہیں بنتے بلکہ انھیں اس حقیقت کا بخوبی علم ہوتا ہے کہ راہ ہدایت کا نور کس چراغ سے میسر ہوگا۔ اور یہی افراد ہیں جن میں اگر علمی ولولہ موجزن ہو تو آئندہ کے لیے باآسانی وہ دین کی عملی راہ پر چلنے کے ساتھ ساتھ ترویج علم قرآنی کے لیے زنجیر کی مضبوط کڑی ثابت ہوتے ہیں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ جل شانہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جاری کیے گئے اس سلسلے کو ہر زمانے میں اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جاری رکھے۔ اور اس کے فیض سے امت کے زیادہ سے زیادہ افراد کو سیراب کرے۔ اور اس فیض کو ان کی مغفرت کا سبب بنا دے۔ آمین

ماہانہ رپورٹ برائے آئینۂ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

رجوع الی القرآن کورس سال اول میں تقریباً 45 طلبا و طالبات آن کیمپس اور 40 طلبہ و طالبات آن لائن شریک ہیں۔ خصوصی محاضرات و لیکچرز کے تحت تنظیم الأوقات زیر تدریس استاذ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب اور سورۃ یوسف زیر تدریس استاذ حافظ محمد اسلم صاحب منعقد ہوا۔ علاوہ ازیں رجوع الی القرآن کورس سال اول کے طلباء اور اسٹاف کو تفریح کے کے لیے 10 اکتوبر بروز جمعرات کو شایان 2 ریزورٹ فارم ہاؤس گڈاپ ٹاؤن لے جایا گیا۔ ایکٹیو ویک اینڈ کورس کے تحت 10 تا 14 سال کے بچوں کے لیے ہفتہ وار "ایکٹیو ویک اینڈ کورس" کلاسز جاری ہیں۔ ادارہ کے تمام اسٹاف کے لیے ہفتہ وار تربیتی کلاس کا انعقاد ہر بدھ کے دن صبح دس بجے کیا جاتا ہے جس میں ماہِ رواں "انسان کا سب سے بڑے دشمن" کے موضوع پر گفتگو جاری ہے۔ جبکہ بعد نماز ظہر مطالعۂ بیان القرآن جاری ہے۔

شعبہ خواتین کے تحت بچیوں کے لیے ہفتہ وار Young Muslimah کورس جبکہ شام کے اوقات میں مختلف مختصر دورانیے کے کورسز جاری ہیں۔ شعبہ حفظ بنات اور رجوع الی القرآن کورس سال اول کی طالبات اور شعبہ خواتین کی اسٹاف کو تفریح کے کے لیے 25 اکتوبر بروز جمعہ کو اے زی فارم ہاؤس لے جایا گیا۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں ششماہی امتحان کا انعقاد 10 اکتوبر 2024ء کو ہوا۔ ششماہی امتحان کا نتیجہ اساتذہ و والدین ملاقات (PTM) میں بروز ہفتہ 2 نومبر 2024ء میں جاری کیا جائے گا۔ مدرسۃ القرآن میں 05 طلباء نے قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا۔ تکمیل حفظ کے موقع پر دعا کا اہتمام کیا گیا۔ دراساتِ دینیہ میں سال اول کی تدریس جاری ہے۔ ماہِ رواں ماہ اکتوبر میں 15 طلباء و طالبات کا وفاق المدارس میں دراسات اول کا داخلہ کروایا گیا۔ اس ماہ کل 55 طلبہ و طالبات آن کیمپس و آن لائن حاضر رہے۔ رواں ماہ پہلا جمعہ ڈاکٹر الیاس صاحب، دوسرا جمعہ شجاع الدین شیخ صاحب، تیسرا جمعہ ڈاکٹر الیاس صاحب اور چوتھا جمعہ شجاع الدین شیخ صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

رجوع الی القرآن کورس سال اول سیکشن اے میں کل 46 طلبہ اور 77 طالبات اور سیکشن بی میں کل 29 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ جب کہ رجوع الی القرآن کورس (سال دوم) میں 15 طلبہ اور 20 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت خصوصی محاضرات و لیکچرز کے ضمن میں جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر استاذ محمد ارشد صاحب نے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام پر استاذ حذیفہ پراچہ صاحب نے

لیکچر زدیے۔

حلقات و دورات (Short Courses) کے تحت مطالعہ حدیث (اتوار)، تربیت برائے خادمین، مختصر درسِ حدیث (اہلِ محلہ/نمازی حضرات)، نماز سے متصل ترجمہ قرآن (بعد نماز ظہر) (اہلِ محلہ/نمازی حضرات)، تجوید القرآن متصل نماز ظہر، دراسات دینیہ، قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل، قصص النبین، تجوید القرآن (سہ پہر)، سلسلہ وار دورہ ترجمہ قرآن، خلاصہ مضامین قرآن (بعد فجر)، قرآن فہمی کورس (زیر اہتمام تنظیم اسلامی فیڈرل بی ایریا)، دورہ ترجمہ قرآن (ہر جمعہ بعد نماز عشاء)، احکام و مسائل و طہارت و نماز (خواتین)، تذکیر بالقرآن کورس برائے خواتین، عربی گرامر برائے قرآن فہمی، مطالبات قرآن، علم و عمل کورس برائے طلبہ، علم و عمل لیول 1 برائے طالبات، علم و عمل لیول 2 برائے طالبات، علم و عمل لیول 3 برائے طالبات، عربی گرامر (سنڈے)، دروس اللغۃ العربیہ (جزاول) اور عربی تکلم و انشاء کے متعدد کورسز جاری ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ حاضرین کی تعداد 141 تک رہتی ہے۔ جب کہ آن لائن دراسات دینیہ اور قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل اور قصص النبیین کے کورسز بھی جاری ہیں۔

الحمد للہ دراسات دینیہ کے تمام داخلے مورخہ 24 ستمبر 2024ء بروز منگل وفاق المدارس کے دفتر روانہ کردیے گئے تھے۔ جس میں 21 طلبہ اور 21 طالبات شامل ہیں۔ جب کہ قرآن اکیڈمی ڈیفنس کی طرف سے مزید درخواستیں موصول ہورہی ہیں۔

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت شعبہ حفظ کل وقتی میں درجہ حفظ کے 95 اور درجہ قاعدہ کے 30 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ ماہ رواں الحمد للہ تین طلبہ کرام نے حفظ قرآن کی تکمیل فرمائی، اور بنین و بنات میں ششماہی امتحان کا انعقاد کیا گیا۔ چار روزہ خطبات سیرت کے پروگرام میں شعبہ حفظ کے طلبہ نے تلاوت و نعت رسول ﷺ پیش کرنے کی سعادت حاصل فرمائی۔ شعبہ مدرسۃ البنین والبنات (سہ پہر 2:30 تا 4:30) کے تحت درجہ قاعدہ میں 151 طلبہ و طالبات اور درجہ ناظرہ میں کل 111 طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ہفتہ وار بروز جمعہ طلبہ و طالبات کو کلمے، مسنون دعائیں اور نماز کی عملی مشق کرانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ مغرب تا عشاء حلقہ برائے ناظرہ قرآن حکیم میں مقیم طلبہ کرام اور اہلِ محلہ و گردو نواح سے تقریباً 52 حضرات تشریف لا رہے ہیں۔

دعوت و تبلیغ کے تحت پہلا اور تیسرا جمعہ محترم عاطف محمود صاحب نے نماز کی اہمیت و فضیلت اور دعا کی اہمیت و آداب پر خطاب فرمایا، دوسرے جمعے میں محترم محمد ارشد صاحب اور چوتھے جمعہ میں مدیر ادارہ سید سلیم الدین صاحب نے گھریلو زندگی سے متعلق ہدایات (سورۃ البقرہ رکوع 28 تا 31 کی روشنی میں) اور قرآن پاک انسان مطلوب (حصہ دوم) کے موضوعات پر خطبات دیے۔

شعبہ تصنیف و تالیف کے تحت منتخب نصاب از ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ حصہ سوم، درس سوم خاندانی زندگی کے بنیادی اُصول کی مکمل تصحیح بمعہ فارمیٹنگ (جاری)، مسلمانوں کی سیاسی و ملّی زندگی کے راہنما اصول (سورۃ الحجرات مکمل) اور خاندانی زندگی کے بنیادی اصول (درس نمبر 50 اور 51 سورۃ التحریم کی روشنی میں) ایڈیٹنگ جاری ہے۔ ڈاکٹر عطاء الرحمن کے مقالے پانچ نمایاں تحریکات کی پروف ریڈنگ جاری ہے۔ رسالہ آئینۂ انجمن (ماہ اکتوبر) کا ابتدائی مواد منتخب کر کے رسالے کو ترتیب و تصحیح کے ساتھ مکمل کیا گیا۔ کلینڈر سنہ 2025ء کے لیے چار ڈیزائن تیار کر کے دیے گئے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس سال اول میں 09 حضرات 24 خواتین تسلسل کے ساتھ شرکت کررہے ہیں۔ مدرستہ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 41 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 103 طلبہ اور شعبہ بنات میں 133 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ماہ اکتوبر 2024ء میں 02 طلبہ نے تکمیل حفظ القرآن کی سعادت حاصل کی۔ شعبہ حفظ میں تین بزم اور "اپنی محبوب ترین شے اللہ کے راستہ میں لگانا" کے عنوان سے تربیتی لیکچر ہوا۔ شعبہ قاعدہ و ناظرہ للبنین میں دو بزم کا انعقاد کیا گیا۔

شعبہ خواتین میں ناظرہ قرآن کی کلاس جاری ہے جس میں تقریباً 24 خواتین زیر تعلیم ہیں۔ شعبہ بنات میں طالبات کے لیے "مد کا مفہوم اور اس کے تقاضے"، "ادب واحترام"، "علم کی اہمیت اور فرضیت" اور "جھوٹ کی خباثتیں" کے عنوانات پر تربیتی لیکچرز منعقد ہوئے۔ حلقات و دورات دینیہ کے ضمن میں تنظیم اسلامی کورنگی شرقی کے تحت قرآن اکیڈمی کورنگی میں بعد نمازِ مغرب حضرات کے لئے عربی گرامر کی تدریس جاری ہے جس میں 06 حضرات شرکت کررہے ہیں۔ جس میں تدریس کی ذمہ داری حافظ ریّان بن نعمان صاحب ادا کررہے ہیں۔ قرآن اکیڈمی کورنگی کے تحت جاری "ہفتہ وار قرآن فہمی کورس" میں 06 حضرات شرکت کررہے ہیں۔ قرآن اکیڈمی کورنگی شعبہ خواتین کے تحت جاری اُمور خانہ داری و تربیتی کورس میں 10 خواتین شرکت کررہی ہیں۔

دعوت و تبلیغ کے ضمن میں شعبہ خواتین کے تحت "موجودہ صورتحال میں اسلامی اخوت کی اہمیت" کے موضوع پر ماہانہ درس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں 35 خواتین نے شرکت کی۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

اسکول میں سہ ماہی امتحانات منعقد ہوئے۔ الحمدللہ دی ہوپ اسلامک اسکول سے میٹرک کے امتحانات میں شرکت کرنے والے طلبا و طالبات میں سے 16 نے A^+ جبکہ 07 نے A گریڈ سے کامیابی حاصل کی۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس میں تدریس کا عمل جاری ہے۔ اس کے علاوہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ (استاذ جناب سید سلیم الدین صاحب) تنظیم الاوقات (استاذ جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب) کے عنوان پر خصوصی محاضرات بھی منعقد ہوئے۔ طلبہ کی جانب سے اساتذہ اور وابستگان کے اکرام میں ایک شاندار پکنک کا انتظام بھی کیا گیا۔ ہفتہ وار قرآن فہمی کورس (برائے حضرات و خواتین) اور آسان عربی گرامر کورس بذریعہ واٹس ایپ (Batch 01) جاری ہے۔ آسان عربی گرامر کورس بذریعہ واٹس ایپ (Batch 02) کے نام سے شارٹ کورسز کا بھی آغاز کیا گیا۔ تصنیف و تالیف کے ضمن میں استاذ جناب محمد ایاز ایوب صاحب نکاح تربیتی کورس اور انجمن خدام القرآن میں جاری سرگرمیوں کا خاکہ تیار کررہے ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا سعید الامین صاحب "الاعتصام بحبل اللہ" کے عنوان پر مضمون لکھ رہے ہیں۔

بعد نماز فجر درس قرآن و حدیث کا سلسلہ زیر نگرانی جناب ندیم گیلانی اور قاری غلام اکبر صاحبان، بعد نماز ظہر کتاب اصلاحی خطبات نائب مدیر

ادارہ جناب سید جمیل احمد صاحب کی ذمہ داری میں ، بعد نماز عصر درس حدیث جناب قاری غلام اکبر صاحب کی تدریس میں جاری ہے ۔ مزید خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب حاصل کررہے ہیں ۔ اورمدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ میں بچوں کی تعداد 50 ہے ۔ اوراس ماہ تقریباً 4 نکاح منعقد ہوئے ۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

رجوع الی القرآن کورس بحسن وخوبی جاری ہے ۔ بروز ہفتہ دوپہر کے اوقات میں ترجمہ و تفسیرِ قرآن کی کلاس جاری ہے ۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ وناظرہ کے تحت صبح 9 تا 12 بجے اور دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے ۔

بعد نمازِ مغرب بالغان کے لیے تجوید کی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے ۔ بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب ادارہ ہذا میں درسِ قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے ۔ بروز اتوار دوپہر کے اوقات میں حضرات کے لیے عربی گرامر شارٹ کورس جاری ہے ۔ بروز اتوار صبح کے اوقات میں بچوں اور بچیوں کے لیے مطالعہ قرآنِ حکیم کورس جاری ہے ، چھٹی سے میٹرک کلاس تک کے طلبہ و طالبات کو مطالعہ قرآنِ حکیم حصہ دوم کی تدریس کرائی جارہی ہے ۔

ادارہ ہذا کے شعبہ سندھی کے تحت رواں ماہ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کتابچہ "تنظیم اسلامی کی دعوت" کی کمپوزنگ مکمل ہوئی ۔

قرآن مرکز لانڈھی

مدرسۃ القرآن للحفظ والقراۃ کے تحت تدریس کا عمل بحسن وخوبی جاری ہے ۔ شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 55 جبکہ درجہ قاعدہ و ناظرہ میں 48 طلبہ ، اور شعبہ بنات میں 50 طالبات زیر تعلیم ہیں ۔ مدرسہ البنین میں بزم طلبا کا انعقاد کیا گیا جس میں طلبا نے قرأت ، حمد و نعت میں حصہ لیا ۔

حلقات و دورات و دینیہ کے تحت حضرات کے لیے ہفتہ اور اتوار بعد نماز عشاء 1 گھنٹہ دروس اللغۃ العربیۃ کی کلاس جاری ہے ۔ خواتین کے لیے منگل اور بدھ سہ پہر 3:00 تا 4:30 علم و عمل کورس جاری ہے ۔

دعوت و تبلیغ کے تحت ہفتہ وار مجلس تذکیر بالقرآن کا سلسلہ جاری ہے ۔ قرآن حکیم کی پانچویں منزل میں "سورۃ الاحزاب" کا مطالعہ جاری ہے ۔ ناظم مرکزو مقامی امیر محمد ہاشم صاحب مدرس کی ذمہ داری ادا فرماتے ہیں ۔

شعبۂ ملٹی میڈیا

قرآن - کتاب ہدایت و انقلاب اور ہمارا اس سے تعلق:

اس عنوان پر بحریہ آڈیٹوریم بحریہ ٹاؤن کراچی میں نگرانِ انجمن کے خطاب عام کی ریکارڈنگ کی گئی اور سوشل میڈیا پر براہ راست نشر کیا گیا۔

خطباتِ جمعہ (محترم شجاع الدین شیخ صاحب):

ماہِ اکتوبر 2024ء میں محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن اور تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا پر شائع کیا گیا:

- منافقانہ و مومنانہ صفات اور ہمارا طرزِ عمل
- توحید نظری و عملی، 26ویں آئینی ترمیم پر اجمالی تبصرہ

خطباتِ جمعہ (محترم عامر خان صاحب):

ماہِ اکتوبر 2024ء میں محترم عامر خان صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

- جہاد بالقرآن
- دعوت الی اللہ

خطباتِ جمعہ (محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب):

ماہِ اکتوبر 2024ء میں محترم ڈاکٹر انوار علی صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا:

- خوشی کا حصول
- موبائل فون اور سوشل میڈیا
- بے حیائی کا سیلاب
- فلسطین کا جہاد اور مقصدِ زندگی

خطباتِ جمعه (محترم ڈاکٹرانوار علی صاحب):

ماہِ اکتوبر 2024ء میں محترم ڈاکٹر الیاس صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا :

- عبادتِ رب پر دس نکات
- توبہ کی اہمیت

سالانہ اجلاس عام انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی:

ماہِ نومبر کے آغاز میں سالانہ اجلاسِ عامہ نے منعقد ہونا ہے، اس سلسلہ میں ملٹی میڈیا ٹیم کی جانب سے رپورٹس کو ایس ایم ڈی پر پیش کرنے کے لیے پریزینٹیشن تیار کی گئی، تقریب کی تیاری میں ایس ایم ڈی، ساؤنڈ سسٹم اور ریکارڈنگ کے لیے تیاری کا عمل بھی جاری رہا۔

ریڈیو پاکستان:

ماہِ اکتوبر 2024ء میں نگرانِ انجمن کے دو مختصر دروس ریڈیو پاکستان کو ارسال کیے گئے۔

انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد منبع ایمان اور سرچشمہ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

- عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔
- قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔
- علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔
- ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنا لیں، اور
- ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ 375 – B، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021